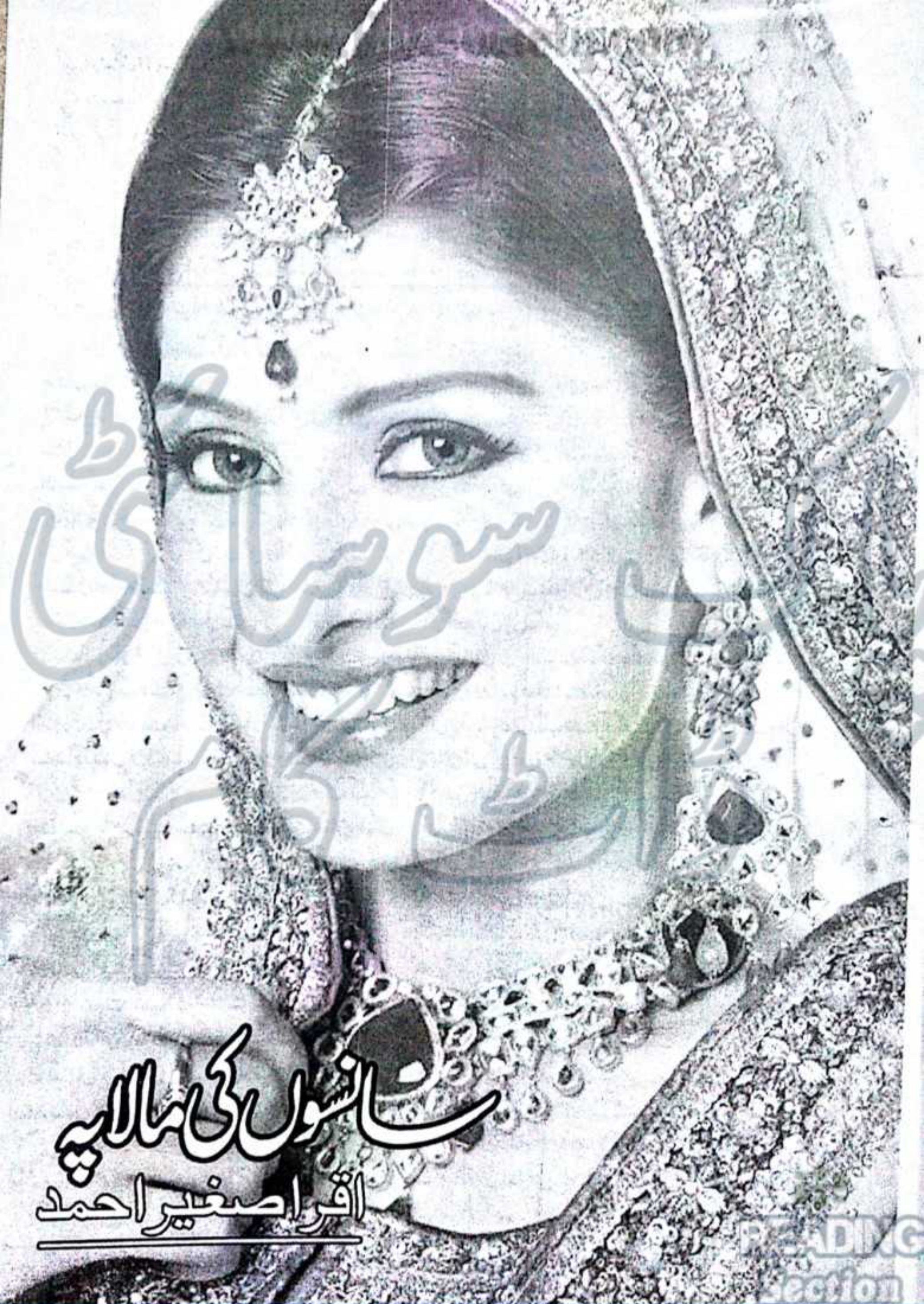

سانسوں کی مالا پہ

اقرا صغیر احمد

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY
READING
Section

سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر سالگرہ نمبر

نظر کے سامنے اک راستہ ضروری ہے
بھٹکتے رہنے کا بھی سلسلہ ضروری ہے
تعلقات کے نا معتبر حوالوں میں
تمام عمر کا اک رابطہ ضروری ہے

اس کا دل خوف سے بری طرح دھڑک اٹھا تھا۔

"مائی گاڈ! یہ میں کہاں آ گئی؟ لائٹ بھی چلی گئی۔" اس نے بدحواسی سے ادھر اُدھر دیکھا' جہاں گہرا اندھیرا لوڈشیڈنگ کے باعث چھا گیا تھا اور وہ جو رخسار' رابیکا' رخشی وغیرہ کے پاس سے اٹھ کر باہر کی طرف جارہی تھی معاً راستوں سے واقفیت نہ ہونے کے باعث اس حصے میں آ گئی تھی جس کی خوف ناک کہانیاں آج ہی رابیکا نمیرہ نے سنائی تھیں اور جن کو سن کر وہ دل میں تہیہ کر چکی تھی کہ کبھی غلطی سے بھی وہ انیکسی کی طرف نہیں جائے گی اور..... اسے قسمت کا مذاق کہیں یا تقدیر کی ستم ظریفی وہ اندھیرے کے باعث انیکسی کے اردگرد پھیلے جھاڑ جھنکار بنے اجڑے لان میں کھڑی تھی۔

چند قدم کے فاصلے پر کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا مگر گہرے اندھیرے کی وجہ سے کچھ نمایاں نہ تھا ایک خاموشی تھی جو کسی کے نہ ہونے کی گواہی دے رہی تھی۔ وہ چند لمحے ساکت کھڑی اس کی غیر موجودگی کی سن گن لیتی رہی اور یقین ہونے کے بعد دبے دبے قدموں سے آگے بڑھی تھی اور تیسرے قدم پر ہی کسی شے سے الجھ کر گری تھی۔ بے اختیار چیخ اس کے حلق سے برآمد ہو کر خاموشی کو چیرتی چلی گئی۔

"کون ہے.....؟" مردانہ بھاری آواز کمرے کے کسی خفیہ حصے سے برآمد ہوئی تھی۔ وہ جو بے اوسان گری تھی کسی نوکیلے پتھر کی چوٹ سے تڑپ اٹھی اندر سے برآمد ہونے والی سرد مہر وسپاٹ آواز اس کے خوف کو بڑھانے کے لیے کافی تھی۔ اندر سے قدموں کی آہٹیں ابھرنے لگی' ساتھ ہی اندرونی کسی دروازے کی چرچراہٹ کی واضح آواز آئی تھی۔ وہ ساری طاقت بمشکل یکجا کر کے اٹھ کھڑی ہوئی' دل کی دھڑکنیں مارے دہشت کے بپھری ہوئی تھیں اور سماعتوں میں کچھ دیر قبل کی باتیں گونج رہی تھی۔

"ہماری یہ باتیں ہمیشہ یاد رکھنا ڈیئر! کبھی بھول کر بھی انیکسی میں نہ جانا۔"

"انیکسی میں..... کون رہتا ہے وہاں؟" اس کے لہجے میں تجسس تھا۔

"وولف....." ان سب کے لہجے معنی خیز تھے۔

"ہنٹر وومن....." رخسار کے لہجوں میں نفرت تھی۔

"ابلیس اعظم!" رابیکا اور رخشی کے بھی یہی تاثرات تھے۔

"وہ انسان نما بھیڑیا ہے جس کی خوراک فقط نوخیز وجوان لڑکیوں کی ناموس ہے۔ اس کی ہوس سے یہاں کی ملازمائیں بھی محفوظ نہیں ہیں۔"

قدموں کی چاپ کے ساتھ ساتھ اندر سے ایک روشنی کا دائرہ بھی باہر آرہا تھا اور اسے زندگی سے زیادہ آبرو عزیز تھی کہ جس پر ایک بار داغ لگ جائے تو پھر کبھی بھی مٹتا نہیں ہے۔ وہ بدحواسی میں بھی اپنے حوصلوں کو مجتمع کرتی لنگڑاتی ہوئی تیز تیز چلتی وہاں سے ایک درخت کے چوڑے تنے کے پیچھے چھپی تھی۔ اسی دم جنریٹر آن ہوا تھا' ہر سو روشنی بکھر گئی تھی اور وہ بھی موبائل پکڑے باہر نمودار ہوا تھا' بلند وبالا اسمارٹ قد وقامت..... سرخ وسپید رنگت' چہرے کے نقوش دلکش تھے۔ بڑھی ہوئی شیو نے خط کی صورت اختیار کر لی تھی اس نے ٹراؤزر اور بنیان زیب تن کیا ہوا تھا' گلے میں پڑا اٹاول اس کے باتھ روم سے برآمد ہونے کا پتا دے رہا تھا۔ وہ ایکسر سائز کا عادی تھا دور سے ہی اس کے بازوؤں کے مسلز نمایاں تھے۔ اس کی وجاہت کو جو شے زیرو کر رہی تھی وہ اس کے چہرے پر چھائے آنکھوں سے لپکتے وغضب ناک آگ کے شعلے سے تھے۔ وہ کسی خونخوار درندے کی مانند شکار کی بو سونگھ رہا تھا' چند لمحے ادھر اُدھر دیکھنے کے بعد وہ اس درخت کے سامنے چلا آیا اور اس کا دل جیسے دھڑکنا بھول گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ بے دم ہو کر گرنے کو تھی کہ اچانک ہی اس کا سیل فون بج اٹھا اور وہ جو اس طرف بڑھنے ہی والا تھا کہ چونک کر رک گیا اور فون کان سے لگا کر دوسرے ہاتھ سے نم بالوں میں ٹاول رگڑتا انیکسی کی طرف چل دیا تھا۔ وہ دم سادھے تنے کی جھری سے اسے وہاں سے جاتے دیکھتی رہی اور اندر جاتے ہی اس نے تیزی سے دروازہ بند کرلیا تھا۔

❁.....❁.....❁

"اماں بی..... آپ سے لاکھ بار کہہ چکی ہوں' ابوبکر کو یہاں آنے سے منع کردیں۔ کیوں آتا ہے وہ یہاں؟ کون ہے اس کا اور کس کی خاطر آتا ہے وہ؟" وہ نماز ادا کر کے بیٹھی تھیں معاً رباب بیگم غصے میں وہاں آ کر گویا ہوئیں۔

"رشتے تو اس گھر سے اس کے سارے سلامت ہیں' یہ علیحدہ بات ہے کہ خون میں سرخی کی جگہ سفیدی آ گئی ہے لیکن یہ مت بھولو' نہ میرا رشتہ کمزور ہوا ہے نہ ہی خون میں سفیدی داخل ہوئی ہے اور نہ کبھی ہوگی۔ ابوبکر کو یہاں آنے سے کوئی نہیں روک سکتا' اس گھر میں اس کا حصہ ہے اور وراثت میں بھی بڑے حصے کا مالک ہے وہ۔" دھان پان سی' ضعیف و نزار اماں بی کے لہجے میں بڑا جاہ و جلال تھا۔

"بہت عجیب ہیں آپ اماں بی! آپ ہمیشہ سے اس کی حمایت لیتی ہیں جو آپ کا سگا خون نہیں ہے جو آپ کا وارث نہیں ہے۔"

"سب دیکھ رہی ہوں اپنے اور پرائے کی محبت کو میرے اپنے بیٹوں کو ایک چھت کے نیچے رہتے ہوئے کبھی خیر خبر لینے کی توفیق نہیں ہوئی اور وہ میری عطیہ کا بیٹا! جو بیٹی کا بیٹا ہونے کے باعث میرا خون' میرا وارث نہیں ہے مگر..... میرے خون سے بڑھ کر ہے وہ۔"

"ہونہہ..... کیسی کالک ملی تھی اس نے آپ کے منہ پر' کس شان سے اس خاندان کی عزت کی دھجیاں اڑائی تھیں۔ یہ بھول گئی ہیں آپ اماں بی۔" رباب کی آنکھیں ہی نہیں زبان بھی شعلے اُگل رہی تھی۔ اماں بی کی زبان ایک دم ہی پتھرا گئی' تنی گردن جھک گئی۔

"ہاں ہاں' اب کیوں خاموش ہوگئی ہیں آپ' لیں نا حمایت اس بدکردار اور آوارہ کی۔ میں کہتی ہوں آپ خود اسے اپنی زبان میں یہاں آنے سے منع کردیں' اگر میں نے اپنے انداز میں منع کیا تو پھر آپ کو ہی شکایت ہوگی میری بدزبانی سے۔" وہ بل کھا رہی تھی۔

"یہ حسرت تمہاری حسرت ہی رہے گی بہو! میری زندگی میں ابوبکر کو یہاں آنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔" وہ ٹھنڈے لہجے میں بولی۔

"اس گھر میں ہماری جوان بچیاں رہتی ہیں۔"

"بس..... اب ختم کرو اس فضول بحث کو' ہفتوں بعد میرا بچہ گھر آتا ہے اور تم لوگوں کی بکواس شروع ہوجاتی ہے۔ گھر سے الگ تھلگ انیکسی میں رہتا ہے وہ پھر بھی تم لوگوں کے دکھڑے ہیں کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتے۔" اماں بی نے حتمی لہجے میں کہتے ہوئے بیڈ پر دراز ہوتے ہوئے ان کی طرف سے کروٹ بدل لی تھی۔ یہ واضح اشارہ تھا رباب بیگم کو وہاں سے چلے جانے کا۔ انہوں نے گھور کر ان کی پشت کو دیکھا اور تحرائی تھیں۔

"ٹھیک ہے دل کھول کر کرلیجیے آپ اپنی من مانیاں اماں بی..... مگر یہ بھی یاد رکھیے گا اب اگر آپ کے اس عیاش لاڈلے نے انگلی لگانا تو درکنار کسی بچی کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا بھی تو....."

"شاید تم بھول رہی ہو بہو! یہ میرے قیلولے کا ٹائم ہے پھر میری عمر ایسی نہیں ہے کہ لیٹوں اور سو جاؤں میری عمر میں ویسے ہی نیند کم ہوجاتی ہے اگر ابھی نہ سوئی تو پھر نیند آئے گی نہ سر میں درد ختم ہوگا۔" وہ آنکھیں بند کر کے بولیں۔

"بڑھیا! میری خواہش ہے تُو ابھی سوئے تو قیامت میں ہی بیدار ہو۔" وہ سوچتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔

❁.....❁.....❁

بڑا دشوار ہوتا ہے
ذرا سا فیصلہ کرنا
کہ جیون کی کہانی کو
کہاں سے یاد رکھنا ہے
کہاں سے بھول جانا ہے
اسے کتنا بتانا ہے
اسے کتنا چھپانا ہے
کہاں رو رو کر ہنسنا ہے
کہاں ہنس ہنس کر رونا ہے
اس آنچل کو کتنا بھگونا ہے
کہاں آواز دینی ہے
کہاں خاموش رہنا ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

www.Paksociety.com

کہاں رستہ بدلنا ہے
کہاں سے لوٹ آنا ہے
ذرا سا فیصلہ کرنا بڑا دشوار ہوتا ہے

"جنت...... او جنت! ارے کہاں مرگئی کم بخت۔" شریفہ اسے پکارتی ہوئی کچن کی دہلیز پر چڑھ آئی تھی جہاں وہ آٹا گوندھتے ہوئے کل رات والے واقعے میں گم تھی۔

"جی...... جی چھوٹی ماں!" وہ ہڑبڑا کر حال میں واپس آئی۔

"جی ماں کی بچی کب سے آوازیں لگا رہی ہوں تجھے اور تُو نامعلوم کس یار کے خیالوں میں گم ہے جو ایک آواز نہ سنائی دی تجھے۔" اس نے غصے سے جھنجھلا کر لات اس کی پنڈلی پر ماری تھی جو عین اس زخم پر لگی جو کل پتھر کی نوک چبھنے سے خوب گہرا لگا تھا اور ٹانگ بری طرح اکڑ گئی تھی۔

"دن بدن میرے ہاتھوں سے نکلنے کی کوشش کررہی ہے تُو' بتا کون ہے وہ...... کس سے چکر چلا رہی ہے؟ کس کے ساتھ بھاگنے کے منصوبے بنارہی ہے بے غیرت۔" تیز تیز آنے کی وجہ سے بھاری بھرکم وجود میں سانسوں کی آمدورفت سمندر میں ڈوبتی ابھرتی ناؤ کی مانند تھی۔ اس نے دوسری ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔

"میں نے آپ کی آواز نہیں سنی چھوٹی ماں!" وہ زخم میں اٹھتی ٹیس دباتی گویا ہوئی تھی مگر وہ جواباً اسے صلواتیں سناتی رہی تھی۔

آٹا گوندھنے سے روٹی پکانے تک وہ صحن میں پڑی چارپائی پر بیٹھی چیخ چیخ کر اسے محلے کے تمام نکمے وبدحرام عاشق مزاج لڑکوں کے ناموں سے منسوب کرتی رہیں یہ اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ جب سے اس نے بچپن کو خیرآباد کہہ کر الھڑ پن کی عمر میں قدم رکھا تھا تب سے ہی ماں کی مشکوک نگاہیں والزام لگاتی زبان ہر گھڑی' ہر آن اس پر اسی طرح کوڑے برساتی تھیں۔

"کل احمد صاحب کے بنگلے پر جو کپڑے دینے گئی تھی انہوں نے اور کپڑے دیئے سلائی کے لیے یا خالی ہاتھ بھیج دیا؟"

"کچھ دنوں بعد دیں گی اور کل تو وہ مال سے شاپنگ کرکے آئی ہیں۔" وہ روٹی پکا کر فارغ ہوگئی تھی چولہے صاف کرتی ہوئی گویا ہوئی۔

"ہونہہ...... یہ بڑے گھروں میں رہنے والے بھی چھوٹے دل کے ہوتے ہیں۔ مال میں جاکر پانچ سو والی چیز پانچ ہزار میں خرید لائیں گے مگر ہم غریبوں کی اجرت دو روپے زیادہ دیتے ہوئے بھی ان نمائشی شوباز لوگوں کا دم نکلنے لگتا ہے۔" وہ بڑبڑاتی ہوئی سر پر دوپٹہ باندھ کر پلنگ پر لیٹ گئی تھی کیونکہ اکبر کا ڈیوٹی سے واپسی کا ٹائم ہورہا تھا اور وہ روز اسی طرح میاں کا استقبال کرنے کی عادی تھی۔

وہ چھوٹا سا کچن تھا جس کا سرمئی فرش و دیواریں شیشے کی مانند وہ چمکا کر رکھتی تھی اور کچن پر ہی کیا موقوف پورا گھر اس کی نفاست پسندی وشفاف ذہنیت کا آئینہ دار تھا۔ ابھی بھی لنگڑاتی ہوئی وہ صحن میں جھاڑو لگانے لگی تھی' شریفہ کو اس کی تکلیف سے کوئی سروکار نہ تھا۔ وہ روایتی سوتیلی ماں تھی۔ جو جنت کی پیدائش کے کچھ ماہ بعد ہی اس کی ماں بنا کر لائی گئی تھی مگر وہ ایک بار بھی اس ممتا کے لیے تڑپتی بچی کو سینے سے نہ لگا سکی تھی۔ جس کی ماں اسے جنم دیتے ہوئے خالق حقیقی سے جاملی پھر وہ سال بھر کی بھی نہ ہوئی تھی کہ ایک بہن اور دنیا میں چلی آئی جس کا سواگت سوتیلی ماں اور باپ نے بڑی خوشیوں کے ساتھ کیا تھا۔ سوتیلی ماں کی طرح سوتیلی بہن بھی جلاد ثابت ہوئی پھر اس کے ساتھ وہ سب روا تھا جو عموماً اس جیسی بے بس لاچار ونصیب کی ٹھوکروں میں کھلونے بنے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے ہر اچھائی برائی' ہر نیکی بدی بن جاتی ہے ماں کی آنکھیں موت نے بند کردی تھیں اور باپ کی آنکھیں جیتے جی اس کی طرف سے بند ہوچکی تھیں۔

"بے حیا...... سر سے دوپٹہ ڈھلک رہا ہے' دیدوں کا پانی بالکل ہی مرگیا ہے۔" وہ جو لیٹے لیٹے اس کی کمر پر لہراتی سیاہ ریشمی بالوں کی موٹی چوٹی کو گھور کر دیکھتے ہوئے دل ہی دل میں حسد کا شکار ہورہی تھیں اس کے سر سے پھسلنے والے آنچل پر ہی دل کی بھڑاس نکالی تھی۔

رات گئے جب وہ اپنی ذمہ داریوں سے نبٹ کر بستر پر آئی تو پورا بدن درد سے ٹوٹ رہا تھا۔ اس نے پنڈلی دیکھی جہاں زخم خاصا ابھر آیا تھا اور اس کے اردگرد سرخی دائرے کی صورت میں دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ زخم کی ڈریسنگ کرتے ہوئے کل رات کا واقعہ پوری جذئیات کے ساتھ روشن ہوگیا تھا۔

چھوٹی ماں کی خواہش تھی کہ احمد رضا صاحب کی فیملی سے کسی طور راہ ورسم بڑھائی جائے کیونکہ ان کا بنگلہ وہاں موجود

READING
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بنگلوں میں سب سے بڑا و عالی شان تھا اور وہ لوگ خاصے سخی و دیالو تھے حالانکہ وہ لوگ اس پوش علاقے سے ملحقہ کچی آبادی کے ایک چھوٹے سے گھر میں رہائش پذیر تھے مگر اس کی ماں کو بڑے لوگوں سے دوستیاں کرنے کا بہت شوق تھا اور جس طرح زمین و آسمان کا ملاپ ناممکن تھا اسی طرح اس کی دوستی بیگمات سے نہ ہوسکی۔ البتہ کسی ملازمہ کے توسط سے جنت کی سلائی کی خبر وہاں تک پہنچ گئی تھی اور پھر اس کی ماں کی لاٹری نکل آئی اس نے وہاں جاکر پہلی بار جنت کی سلائی کی تعریف یوں بڑھ چڑھ کر کی اور ڈھیروں روپے سلائی کے وہاں سے ملنے لگے تھے ان کے اصرار پر وہ جنت کو وہاں لے کر جانے پر مجبور ہوئی اور موہنی صورت و نازک سراپے والی جنت وہاں کی لڑکیوں کو بہت بھائی تھی کہ وہ نہ صرف حسین تھی بلکہ بلا کی ذہین بھی تھی۔ وہ فیشن میگزینز میں سے اپنی پسند کے ڈیزائن اسے دکھاتی تھیں اور وہ بڑی مہارت سے ویسے ہی کپڑے ڈیزائن کرکے انہیں دیتی تھیں۔ انہیں ہزاروں کی بچت گھر بیٹھے ہوتی تھی کہ مشہور بوتیکس پر ویسے ایک سوٹ کی قیمت ہزاروں میں تھی۔

کل بھی وہ چھوٹی ماں کے ساتھ گئی تھی وہ حسب عادت رخسار کی مما کے ساتھ بیٹھ گئی تھیں اور اس کے راستہ پوچھنے پر انہوں نے بتایا تھا کہ وہ بھول کر بھی انیکسی کی طرف نہ جائے وہاں بھیڑیا رہتا ہے۔ جس بھول کو انہوں نے بھول کر بھی نہ کرنے کا کہا تھا وہ بھول ہوچکی تھی اور انہوں نے درست کہا تھا جس کے ٹھکانے کی طرف جانے پر سزا زخم کی صورت میں ملی تھی اس سے سامنا واقعی موت کے مترادف تھا۔

❀.....❀.....❀

عمر بھر جدا نہیں ہوتے
درد بھی با اصول ہوتے ہیں

مخصوص چاپ پر انہوں نے چونک کر دیکھا اور اسے قریب دیکھ کر ان کی بجھی بجھی نگاہوں میں دیئے سے روشن ہوگئے تھے۔

"وعلیکم السلام بیٹا! سلامت رہو کب آئے؟" خاصی دیر سینے سے لگانے کے بعد وہ اس کی پیشانی چوم کر گویا ہوئیں۔

"کل شام کی فلائٹ سے آیا تھا نانی جان۔" وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا انہوں نے محبت سے اس کے براؤن کلر کے گھنیرے بالوں میں انگلیاں چلانی شروع کردی۔ ان انگلیوں کی پور پور سے محبت و ممتا کا لمس اس کی رگ رگ میں پھیلتا جارہا تھا اور اس کی بے کل و بے سکون قلب و جاں میں

آپ دنیا کے کسی بھی خطے میں مقیم ہوں

ماہنامہ آنچل نئے اُفق

ہم بروقت ہر ماہ آپ کی دہلیز پر فراہم کریں گے

ایک رسالے کے لیے 12 ماہ کا زرسالانہ
(بشمول رجسٹرڈ ڈاک خرچ)

پاکستان کے ہر کونے میں 700 روپے

افریقہ، امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کے لیے
5000 روپے (ایک ساتھ منگوانے پر)
6000 روپے (الگ الگ منگوانے پر)

مڈل ایسٹ، ایشیائی، یورپ کے لیے
4500 روپے (ایک ساتھ منگوانے پر)
5500 روپے (الگ الگ منگوانے پر)

رقم ڈیمانڈ ڈرافٹ، منی آرڈر، منی گرام
ویسٹرن یونین کے ذریعے بھیجی جاسکتی ہیں۔
مقامی افراد دفتر میں نقد ادائیگی کرسکتے ہیں۔

رابطہ: طاہر احمد قریشی 0300-8264242

نئے اُفق گروپ آف پبلی کیشنز

کمرہ نمبر 7 فرید چیمبرز عبداللہ ہارون روڈ کراچی۔
فون نمبر: +922-35620771/2

aanchalpk.com
aanchalnovel.com
Circulationn14@gmail.com

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یک گونہ طمانیت و قرار سرائیت کرتا جارہا تھا اس کی آنکھیں بند ہونے لگی۔

"کل رات کو آئے اور میرے پاس اب آئے ہو؟" وہ شاکی ہو گئیں۔

"پلیز آپ خفا نہ ہوں نانی جان...... بوسٹن اور دبئی واپسی میں یہاں کے ائیرپورٹس فلائٹس کے چکروں میں خاصا ٹائم ویسٹ ہوا تھا۔ یہاں آ کر میں باتھ لے کر جو سویا ہوں تو کچھ دیر قبل ہی بیدار ہوا۔ چینج کر کے سیدھا آپ کے پاس ہی آیا ہوں۔" وہ صریحاً یہ سب گول کر گیا کہ وہ دوپہر کو دروازے کے باہر ان کی اور رباب آنٹی کی تمام گفتگو سن چکا تھا اور ان کی دل آزاری کے خیال سے چپ چاپ واپس پلٹ گیا تھا اور اب آیا تھا۔

"کب تک یہ دیس بدیس بنجارے بنے گھومتے رہو گے میں تمہاری فکر میں گھلتی رہتی ہوں۔ میری مانو اب شادی کر لو تاکہ میں سکون سے رہ سکوں۔"

"شادی اور میں......" اس نے آنکھیں کھول کر تمسخرانہ لہجے میں کہا۔ "کون کرے گا مجھ سے شادی؟"

"ارے کون کرے گا...... کیا مطلب ہوا اس بے تکے سوال کا؟" ان کی انگلیاں رک گئیں، لہجے میں پیار بھری خفگی در آئی تھی۔ "لڑکی سے ہی ہو گی تمہاری شادی میرے بچے۔"

"کون مجھ جیسے آوارہ، بدمعاش و بدکردار کو بیٹی دے گا؟" اس کے گمبیھر لہجے میں سنجیدگی تھی اماں بی کے چہرے پر کئی تکلیف دہ رنگ بکھرے تھے پھر وہ مسکرا کر مضبوط سے لہجے میں کہنے لگیں۔

"غلطی کس سے نہیں ہوتی بیٹا! پشیمانی غلطی پر نہیں غلطی پر ڈٹ جانے پر ہوتی ہے میری بات سمجھ رہے ہو نا ابوبکر!" وہ اٹھ کر بیٹھ گیا وجیہہ چہرہ دھواں دھواں ہو چکا تھا۔ اماں بی کی آنکھوں میں بھی ایسا ہی دھواں تھا۔

"میں شادی کبھی بھی نہیں کروں گا یہ آپ بخوبی جانتی ہیں۔" اس نے سائیڈ ٹیبل پر رکھے جگ سے گلاس میں پانی انڈیلتے ہوئے کہا۔

"تیرا یہ انکار سنتے ہوئے مجھے دو سال ہو گئے ہیں، یہ تیری ضد مجھ جیسی بڑھیا کو بے چین و بے قرار کر گئی ہے۔ میں کتنا اور جیوں گی میرے بچے...... ہر گزرتا لمحہ میری عمر کی نقدی کم سے کم کرتا جا رہا ہے، تو اگر میری زندگی میں آباد نہ ہوا تو میں قبر میں بھی تیرے غم میں تڑپتی رہوں گی۔"

"نانی جان...... موت برحق ہے آج نہیں کل ہے اور ایسا وقت جب آئے گا تو ہم ساتھ ہی اس دنیا سے کوچ کر جائیں گے۔" وہ پانی پی کر ان کی طرف دیکھتا ہوا پرسکون لہجے میں گویا ہوا جواباً انہوں نے خفگی سے کہا۔

"ارے مجھ اسی بیاسی سالہ بڑھیا سے عمر میں کیا مقابلہ کرتے ہو بیٹا! میری دعا ہے تم برسوں جیو، خوشیاں و کامرانیاں تمہارے قدموں کو چومیں۔"

"اوہ نانی جان! میں لیٹ ہو رہا ہوں، ایم سوری مجھے ابھی جانا ہو گا۔" وہ ریسٹ واچ دیکھتا ہوا گویا ہوا۔

"بس بس...... میں جانتی ہوں تمہاری یہ سب جان بچا کر بھاگنے کے بہانے بازی ہے، جب بھی میں شادی کی بات کرتی ہوں تمہیں ایسے بہانے ہی سوجھتے ہیں۔" وہ اس کی جلد بازی کو خاطر میں نہ لائی۔

❀......❀......❀

"رات ابوبکر یہاں واپس آ چکا ہے۔" رباب کی اطلاع پر بے فکر سے چھری کانٹے پکڑے پلیٹوں پر ہاتھ میکانکی انداز میں رک گئے تھے۔

"وہاٹ......" ہارون کی آواز وہاں گونجی۔

"پورے چھ ماہ بعد واپس آیا ہے۔"

"میں تو سوچ رہی تھی وہیں کہیں مر کھپ گیا ہو گا مگر وہ کہتے ہیں نا شیطان کی عمر لمبی ہوتی ہے۔" رباب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اتنی آسانی سے کہاں مرتے ہیں ایسے لوگ جو دوسروں کو جیتے جی مار دیں۔"

"ماضی کو فراموش کیوں نہیں کر دیتے تم لوگ۔" احسان صاحب نے کہا۔

"جو اس نے کیا وہ فراموش کرنے کے قابل ہی کب ہے بھائی جان۔" ان سے چھوٹے خالد نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بھائی جان تو فراموش کر سکتے ہیں خالد! اس لیے کہ جس کے دامن میں آگ لگتی ہے پیٹ چھپانے کی فکر صرف اسی کو ہوتی ہے۔"

"رباب! یہ مت بھولو کہ اس آگ نے اب ہمارے دامن کا رخ کر لیا ہے، ہمہ وقت جس سے بچاؤ کی تگ و دو میں ہم

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

سرگرداں رہتے ہیں۔"

"ممّا! پھر کیوں جل جانے کا انتظار کررہی ہیں ہمیشہ کے لیے بجھا کیوں نہیں دیتیں اس آگ کو؟" ہارون نے پھولے تنفس سے بگڑے لہجے میں کہا۔ اس کی سرخ ہوتی نگاہیں مقابل بیٹھیں ادینہ پر تھیں جس کا سر جھکتا چلا گیا اور ماتھے پر ننھے قطرے نمودار ہونے لگے تھے۔

"یہ آگ کب کی خاک ہوچکی تھی اگر اماں بی اس کے سامنے دیوار بن کر نہ کھڑی ہوتیں یہ سب کیا دھرا ان کا ہی ہے۔" نفیسہ بیگم کے لہجے میں بھی ان لوگوں کی طرح نفرت اور بے زاری تھی۔

"جب تک اماں بی اس گھر میں موجود ہیں وہ یہاں آئے گا اور آتا رہے گا۔"

"پھر کیا مقصد کیا ہے اماں بی کو گھر سے بے دخل کردوں؟ ایک طرف کسی فالتو سامان کی مانند انہیں ڈال دیا گیا ہے گھر میں ہوتے ہوئے بھی نہ ہونے کے برابر ہیں وہ پھر اب بھی انہیں ہی موردِ الزام ٹھہرایا جاتا ہے۔" احسان غصے سے گویا ہوئے۔

"اماں بی اور ان کا لاڈلا کیوں جائے یہاں سے میں اور ادینہ ہی چلے جاتے ہیں یہاں سے کسی کو بھی جانے کی ضرورت نہیں ہے۔" ہارون نے ہاتھ میں پکڑا چمچ پرطیش انداز میں سامنے دیوار پردے مارا اور کرسی کھسکا کر وہاں سے چلا گیا اس کی تقلید ادینہ نے بھی کی اس کی چال میں لڑکھڑاہٹ تھی۔

ان کے جانے کے بعد کھانا کسی سے بھی نہیں کھایا گیا کچھ دیر قبل جہاں خوش گوار باتوں سے ماحول گونج رہا تھا وہاں اب ایک دم خاموشی چھا گئی تھی ایک گہرا سناٹا پھیل گیا تھا۔

"دیکھا بھابی..... اس لڑکے کا نام ہی کس قدر منحوس ہے ذرا ذکر کیا ماتم برپا ہوگیا۔ لمحوں میں ہنستی مسکراتی محفل پر موت کا سناٹا چھا گیا ہے۔" رباب نے جٹھانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ہمیشہ ہی ہوتا ہے آج کوئی نئی بات نہیں اور تم کو بھی پتا ہے کہ ہارون اور ادینہ بھی کھانے پر موجود ہیں۔ ان کے سامنے یہ ذکر کرنے کی ضرورت کیا تھی کچھ دیر کھانے تک صبر ہی کرلیتیں تم۔"

"صبر..... ارے اس لڑکے کی شکل دیکھتے ہی گویا میرے بدن میں پتنگے لگ جاتے ہیں اس نے جو ذلیل حرکت کی تھی اس کی شکل دیکھ کر مجھے وہ ایک ایک لمحہ یاد آنے لگتا ہے اور میں انگاروں پر لوٹنے لگتی ہوں۔" رباب کے چہرے پر بہت عجیب تاثرات تھے آگ سے پھوٹتے شراروں کی مانند۔

"کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جو نا چاہتے ہوئے بھی بھلانی پڑتی ہیں میں ہر بار تم سے یہی کہتی ہوں مٹی ڈالو ماضی کے اس قصے پر۔"

❁......❁......❁......❁

وہ راستے میں آنے والی ہر شے کو ٹھوکروں میں اڑاتا ہوا کمرے میں آیا تھا اور دونوں ہاتھوں میں بال جکڑ کر بیٹھ گیا تھا اس کے ہونٹ ہل رہے تھے وہ ابوبکر کو ہذیان بک رہا تھا مغلظات زبان پر جاری تھیں۔

ادینہ نے کئی منٹ تک دروازے کے ہینڈل کو پکڑے رکھا اندر جانے کی ہمت جو نہیں ہو رہی تھی دل پوری شدت سے لرز رہا تھا۔ ہارون کے غصے وجنون کو کنٹرول کرنا سہل نہ تھا کہ ایسی حالت میں وہ ہوش خرد سے بے گانہ ہوجاتا تھا۔ رات و دن جس کی نگاہیں ایسی محبت سے تکتے تکتے نہ تھکتی تھیں ایسے میں وہ نگاہ بھرپور اجنبی و بے گانہ ہوجایا کرتی تھیں اور زبان خنجر کی نوک بن جاتی تھی زخم کے گھاؤ بھر ہی جاتے ہیں لیکن زبان کے گھاؤ بھرنا آسان نہ تھا پھر کب تک وہ کھڑی رہتی اندر تو جانا ہی تھا سامنا تو کرنا ہی تھا۔ ایک جرم جو ہوا تھا وہ اگرچہ اس میں شامل نہ تھی مگر سزا برابر بھگت رہی تھی جس کی مقدار کم ہوتی تو کبھی زیادہ ہوتی تھی۔

"ارے..... یہ کیا کررہے ہیں آپ؟" وہ وارڈروب سے ریوالور نکال رہا تھا چہرے پر بڑے بھیانک تاثرات تھے وہ لپک کر اس کے پاس آئی۔ "ہارون..... یہ کیا کررہے ہیں..... ریوالور کیوں نکالی ہے آپ نے؟"

"ماردوں گا میں اس کتے کو۔" وہ شدید طیش کے عالم میں آگے بڑھا۔ ادینہ نے آگے بڑھ کر اس کے بازو کو اپنی گرفت میں لے لیا۔

"چھوڑو..... میرے راستے میں مت آؤ۔" اسے ایک جھٹکے سے دور کرتے ہوئے بولا۔

"یہ آپ غلط کررہے ہیں میں آپ کو ایسا نہیں کرنے دوں گی۔" وہ پھر اس کے بازو سے لپٹ گئی۔

"اچھا..... ابھی بھی بچانا چاہ رہی ہو اسے؟ آج بھی تمہارے دل میں اس کے زندہ رہنے کی آرزو موجود ہے۔"

"نن..... نہیں..... نہیں میں تو آپ کو بچانا چاہ رہی ہوں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

آپ کیا اس کو قتل کر کے سولی پر چڑھنا چاہتے ہیں۔" وہ روہانسی لہجے میں گویا ہوئی۔

"چڑھنے دو مجھے سولی پر ایک بار ہی چڑھوں گا یہاں ہر روز کی سولی پر چڑھنے سے بہتر ہے اسے مار کر میں بھی مر جاؤں۔" اسے دھکا دے کر وہ کمرے سے نکلا۔

"ہارون..... ہارون..... آپ ایسا نہیں کریں..... خدا کے واسطے واپس آ جائیں۔" وہ روتی ہوئی اس کے پیچھے بھاگی مگر وہ جنونی انداز میں آگے بڑھ گیا تھا۔

❀.....❀.....❀

ماں اور باپ کی طرف سے ملنے والی کھلی آزادی نے صدف کے قدم اس راہ پر ڈال دیئے تھے جہاں گمراہیاں مقدر بنتی ہیں۔ کالج آتے جاتے اس راستے پر پڑتے ہوٹل پر کام کرنے والے ایک بہروز نامی لڑکے سے چکر چلا لیا تھا اور روز پھر وہ کالج کی بجائے اس سے محبت کی کلاسز لینے لگی تھی۔ یہ سلسلہ ایک عرصے تک چلا تھا' بیٹی کی محبت میں اندھی شریفہ کو ساری خوبیاں صدف میں اور ساری خرابیاں جنت میں دکھائی دیتی تھیں۔ اگر صدف کی جگہ جنت کسی سے عشق لڑا رہی ہوتی تو وہ ایک قیامت ہی برپا کر دیتی یا اسے زندہ درگور کر دیتی مگر یہ فعل خود کی بیٹی کا تھا سو وہ اس کو شہ دے رہی تھی جب یہ خبر محلے والوں کی زبانی اکبر تک پہنچی تو اس کی باز پرس پر شریفہ نے ایک ہنگامہ کیا تھا ساتھ میں صدف نے بھی اپنے بالفافہ حقوق گنوائے تھے مگر اس موقع پر پہلی بار اکبر ذات برادری پر مر مٹنے والا مرد بن گیا تھا وہ کسی بھی طور بیٹی کی غیر برادری میں شادی پر تیار نہ تھے اس کی خفگی کی پروا نہ کرتے ہوئے صدف کورٹ میرج کر کے آ گئی تھی پھر اکبر کی جھکی گردن اٹھ نہ سکی۔

رات اس نے فون پر ماں کو بتایا کہ وہ حاملہ ہے اور شریفہ کے قدم مارے خوشی کے زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔ شادی کے بعد بہروز یہاں سے ہوٹل کی نوکری چھوڑ کر اپنے گاؤں ایبٹ آباد چلا گیا تھا۔ اب وہاں صدف کو آرام کی ضرورت تھی اور اس کے گھر میں کوئی نہ تھا جو اس کی خدمت کرتا اور یہاں شریفہ کسی بھی قیمت پر رکنے کو تیار نہ تھی اور ساتھ جنت کو بھی لے جا رہی تھی۔

"تم جا رہی ہو تو جاؤ' اللہ کی بندی' جنت کو کیوں لے کر جا رہی ہو۔ اسے لے جاؤ گی تو گھر کا خیال کون رکھے گا؟ میں پیٹ کہاں بھروں گا؟" اس کے ساتھ جنت کو بھی تیاریاں کرتے دیکھ کر وہ جز بز ہو کر کہہ اٹھا۔

"جوان جہان لڑکی کو اکیلے گھر میں کیسے چھوڑ جاؤں' محلے کے آوارہ لونڈے دن دیہاڑے ویسے ہی تاک میں رہتے ہیں' ذرا کوئی موقع ملا اور گل کھلنے میں دیر نہیں لگے گی۔ ایک نے تیری ضد پر کورٹ میرج کی ہے کہیں دوسری بھی ایسا نہ کرے۔"

"بک بک بند کرا پنی۔" وہ چڑ کر جھلا کر گویا ہوا۔

"ہاں ہاں تجھے میری باتیں بک بک ہی لگتی ہیں' جنت کے کرتوت اگر تجھے بتاؤں نہ تُو تو اسی وقت اس کا گلہ گھوٹ دے۔" وہ جنت کو گھورتی غصے سے بولی اور ہمیشہ کی اکبر گہرا سانس لیتا ہوا وہاں سے باہر نکل گیا۔

سب کچھ سنتی جنت کا دل بلکنے لگا' ایسا ہمیشہ ہوتا تھا چھوٹی ماں اس پر اسی طرح بہتان تراشی کرتی تھی اور ابا اس سے کوئی باز پرس کرنے کے بجائے اسی طرح سے سر جھکا کر گھر سے غائب ہو جاتا تھا۔ وہ دہری اذیت میں مبتلا ہو جاتی تھی اس کے دل میں یہی خواہش تھی' ابا اسے مارے' غصہ کرے مگر پوچھے تو سہی اس کے دامن پر کہاں داغ لگا ہے؟ کسی مرد کی پرچھائیں بھی کبھی ارد گرد نظر آئی ہے اسے؟ پڑوسیوں نے صدف کے خلاف گواہیاں دی تھیں آج تک اس کے خلاف کسی نے کیوں انگلیاں نہیں اٹھائی۔ ابا کی خاموشی چھوٹی ماں کی نشتر زنی ایک جیسی ہی لگنے لگتی تھی۔

"پھر اپنے کسی یار کے خیالوں میں کھو گئی جنم جلی۔" شریفہ نے پیچھے سے زوردار دھموکا اس کی کمر پر مارتے ہوئے کہا۔

"ارے وہ تو میری صدف تھی جو بڑے ٹھاٹ سے اپنے گھر کی ہو گئی' تیری جیسی کالی صورت والی کو کون قبول کرے گا؟ تُو اسی طرح ہماری چھاتی پر مونگ دلتی رہیو۔" وہ بڑبڑ کرتی آگے بڑھ گئی۔

❀.....❀.....❀

لمحوں میں تمام لوگ ہارون اور ادینہ کے ارد گرد جمع ہو گئے تھے۔ آگے بڑھ کر احسان صاحب نے اس کے ہاتھ سے پستول چھینا' اس نے کوئی مزاحمت نہیں کی مگر سر کو بڑے جنونی انداز میں دیوار سے ٹکرانے لگا۔

"ہارون..... ہارون مائی سن!" انہوں نے اسے اس امر سے باز رکھنے کی سعی کی تو وہ ان کے ہاتھ جھٹک کر بپھرے لہجے میں گویا ہوا۔

"آپ لوگ ابوبکر کو مارنے نہیں دیں گے' مجھے تو مر جانے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section

دیجیے۔ سکون کو ترس گیا ہوں میں' زندگی جہنم لگنے لگی ہے مجھے۔ رحم کریں مجھ پر..... ترس کھائیں پاپا! مجھے مرجانے دیں یا خود ماردیں۔" ان کی گرفت جب اس پر کمزور نہ ہوئی تو وہ گویا تھک ہار کر اس سے لپٹ کر رونے لگا' بہت جذباتی منظر تھا۔ وہاں موجود نفیسہ بیگم اور رباب کے آنسو بھی گرنے لگے تھے جبکہ ادینہ تو پہلے ہی آنسوؤں کی برسات میں بھیگ رہی تھی۔

"کیسی بزدلی کی باتیں کررہے ہیں آپ' اگر موت ہی ہر مسئلہ کا حل ہوتی تو شاید کوئی زندہ ہی نہیں ہوتا بیٹا! پریشانی ومشکل کا سامنا کرکے ہی خود کو منوایا جاتا ہے' بہادری کی مثال قائم کی جاتی ہے۔" وہ اسے کسی بچے کی طرح سینے سے لگائے ہوئے تھے اور بیڈ پر لٹادیا تھا۔

"پاپا..... آپ جانتے ہیں نا اس کمینے انسان نے ادینہ کے ساتھ....."

"ہوں..... ہوں بیٹا..... ماضی کے زخموں کو مت نوچو' وہاں سوائے درد وتکلیف کے کچھ بھی نہیں ملے گا۔ لو یہ دوائی کھاؤ اور ریلیکس ہونے کی کوشش کرو' سب ٹھیک ہوجائے گا' بالکل بھی فکر نہ کرو۔" ادینہ سے دوائی لے کر انہوں نے اسے کھلائی اور سمجھانے لگے۔

"پاپا....." وہ ان کا ہاتھ تھام کر سرعت سے اٹھتے ہوئے گویا ہوا۔

"ابوبکر آپ کی بات مانتا ہے وہ آپ کو انکار نہیں کرسکتا' آپ اس کو کہہ دیں وہ یہاں سے چلا جائے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کہیں دور چلا جائے..... دفع ہوجائے ہماری زندگیوں سے جہاں اس نے آگ لگائی ہوئی ہے۔" اس پر شدید ہذیانی کیفیت طاری تھی۔

خالد' رباب بیگم اور نفیسہ بیگم کو احسان صاحب کے اشارے پر باہر سے ہی لے گئے تھے' انہیں معلوم تھا وہ رو رو کر اس کی جنونی کیفیت کو مزید ہوا دیں گی اور پھر معاملہ سنبھلنا مشکل ہوجائے گا اب بھی وہ اسے سمجھا رہے تھے۔

"پاپا..... وہ جب تک اس گھر میں ہے ادینہ محفوظ نہیں ہے' میں جانتا ہوں وہ اس گھر کو کیوں نہیں چھوڑ رہا ہے' وہ یہاں کیوں آتا ہے دراصل وہ ابھی تک ادینہ کے پیچھے ہے۔ اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی وہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آرہا ہے' ہٹ دھرمی دیکھو اس کی۔" وہ ذہنی سکون کی دوائی کے زیر اثر آتا جارہا تھا۔

احسان صاحب اس کی کیفیت کو سمجھتے ہوئے اس کی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے۔ بیڈ کی دوسری طرف کھڑی ادینہ کسی مجسمے کی مانند کھڑی تھی۔

"میری بات سنو' ادھر آؤ میرے پاس۔" احسان صاحب کے جانے کے بعد وہ بند ہوتی آنکھوں کو نیم وا کرکے ادینہ سے گویا ہوا۔

"ادینہ..... ادینہ میری جان! تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گی نا؟" اس نے پوری شدت سے اس کا ہاتھ پکڑ کر دونوں ہاتھوں میں دبایا' جیسے ابھی اس کے چلے جانے کا خطرہ ہو۔

"میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی ہارون..... میں نے خود آپ کا انتخاب کیا تھا شادی کے لیے' آپ میری رضا مندی سے میرے لائف پارٹنر بنے ہیں۔" وہ آنسو پونچھتی ہوئی گلوگیر لہجے میں بولی۔

"ہوں ٹھیک ہے..... ٹھیک کہہ رہی ہو تم..... تم نے مجھے پسند کیا تھا' تم نے....." وہ کہتے ہوئے نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

❁.....❁.....❁

وقت کے کئی رنگ وروپ ہیں
بہار کا گنگناتا نغمہ..... خزاں کا اداس نوحہ
زندگی کی چمکتی دھوپ..... موت کا گمبھیر اندھیرا
نور بکھیرتی ہوئی صبح سحر..... ظلمت پھیلاتی ڈھلتی شام
ایک مسکراہٹ..... ایک سسکی
ایک قہقہہ..... ایک آہ
خوشی..... غم
وقت شجر کی مانند ساعت بہ ساعت اپنا پیراہن بدلتا رہتا ہے۔

"بیٹا..... بیٹا۔" رمضان بابا نے اندر آکر اسے آوازیں دی اور وہ بے حد انہماک اسکرین پر نظر آتے منظر کو دیکھ رہا تھا وہ اتنا محو تھا کہ ان کی آوازیں بھی نہ سنی تھیں۔ رمضان بابا نے بھی اسکرین کی طرف دیکھا اور جھرجھری لے کر رہ گئے۔

وہ انگلش مووی تھی جہاں ہیبت ناک منظر چل رہا تھا' بیڈ پر ایک انگریز عورت کی لاش تھی اس کے ہر طرف خون تھا اور ایک تنومند مرد ہاتھ میں پکڑی ایک کلہاڑی نما شے سے اس کے ٹکڑے کررہا تھا۔ اس کے چہرے پر ماسک تھا اور ماسک سے جھانکتی آنکھوں میں ازحد سفاکی ودرندگی تھی' ان کی مارے خوف

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

www.Paksociety.com

کے گھگھی بندھ گئی۔

"بابا...... آپ؟" عجیب وغریب آواز پر اس نے گردن موڑ کر دیکھا اور ان کے بدحواس چہرے و کانپتے وجود کو دیکھ کر قریب رکھی ٹیبل سے ریموٹ اٹھا کر اسکرین آف کی اور پھر گویا ہوا۔

"آیئے ادھر بیٹھیے۔" اس نے ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب صوفے پر ہی بٹھالیا' وہ چند لمحوں کے بعد اپنی لرزش وخوف پر قابو پا کر ہاتھ جوڑتے ہوئے پریشان کن لہجے میں کہنے لگے۔

"کس بری طرح اس بچی کو اس ظالم آدمی نے مارا ہے۔"

"وہ مووی ہے حقیقت نہیں۔" وہ سنجیدگی سے کہہ اٹھا۔

"آپ بتایئے کیوں آئے ہیں؟" لہجہ احترام سے نرم تھا۔

"وہ...... میں پوچھنے آیا تھا' کھانا نہیں کھا رہے تو چائے یا کافی بنالاؤں۔" انہوں نے کھڑے ہوتے ہوئے پوچھا۔

"کھانا میں نے ہوٹل سے کھایا تھا اور کولڈ ڈرنک پی تھی' آپ رہنے دیں مجھے کچھ نہیں لینا۔" وہ قطعیت بھرے لہجے میں بولا۔

"ابوبکر بیٹے...... آپ کا یہ تکلف کہ یہاں سے کچھ نہ کھانا' کچھ نہ پینا اور رات گئے تک گھر آنا تاکہ سب لوگ سوچکے ہوں' مجھے ہی نہیں اماں بی کو بھی بہت دکھ دیتا ہے۔ آپ اس طرح تکلف نہ کیا کریں' یہ گھر جتنا ان لوگوں کا ہے اتنا ہی آپ کا بھی ہے میں گواہ موجود ہوں آپ کے ڈیڈی نے برابر کا پیسہ لگایا ہے اس بنگلے کی تعمیر میں۔" ان کی آنکھوں میں ماضی کے وہ مناظر نمی بن کر تیرنے لگے تھے۔

"جی ہاں میں ہر معاملے سے بخوبی واقف ہوں' نانی نے ہر بات سے آگاہ رکھا ہے۔ میں اپنے باپ کا مال ان لوگوں کو ہضم کرنے نہیں دوں گا۔"

"میری آپ سے ایک التجا ہے اگر آپ وہ مانیں تو بہت اچھا ہوگا۔" وہ ہچکچاتے ہوئے بولے۔

"جی جی آپ کہیے۔" اس نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میری صرف یہ عرض ہے بیٹا...... آپ جہاں بھی جایا کریں تو...... اماں بی کو اپنے ساتھ لے جایا کریں' وہ تنہائی میں روتی ہیں۔ احسان صاحب' خالد صاحب' نفیسہ بیگم' رباب بیگم اور بچے کوئی بھی ان کا خیال نہیں رکھتا' سب نے ان کو تنہا کردیا ہے۔" وہ رندھی ہوئی آواز میں کہہ رہے تھے۔

"وائے...... کیوں کرتے ہیں وہ لوگ ایسا؟" وہ مضطرب ہوا۔

"بس جی ان کی خواہش ہے وہ آپ سے نہ ملیں' یہاں آپ کی آمد پر پابندی لگادیں۔ دھکے مار کر آپ کو ہمیشہ کے لیے اس جگہ سے نکال دیں۔" بابا کا مہینوں کا دل میں بھرا غبار نکل رہا تھا۔

"نانی جان ایسا کبھی نہیں کریں گی' یہ میں جانتا ہوں۔"

"وہ آپ کی خاطر ان لوگوں کو چھوڑ دیں گی بیٹا! بلقیس بہت لاڈلی اور چہیتی تھیں پھر اصغر صاحب بھی بہت نیک' ملنسار' ایثار پسند آدمی تھے' عزت کرتے تھے اور عزت پاتے تھے دونوں میاں بیوی۔" ماضی کی پرچھائیاں آنکھوں میں نمک بن کر بہہ نکلی تھیں۔

وہ ان کے ایسے تکلیف دہ انکشافات پر بہت بے چین وپریشان ہوگیا تھا۔ آج سے قبل وہ اس بات سے ناواقف تھا کہ ان لوگوں کا رویہ نانی جان سے ایسا ہی رہتا ہے وہ سمجھتا تھا اس کی موجودگی میں وہ لوگ ان کے پاس آنے سے گریز کرتے ہیں مگر آج ہی معلوم ہوا کہ اس سے نفرت کی سزا وہ نانی جان کو مستقل دیتے ہیں۔ عجیب روپ ہیں نفرت کے بھی جو ہوتی ایک سے ہے مگر حصار میں اس ذات سے وابستہ لوگوں کو بھی لے لیتی ہے۔

"آج تو ایک نیا ہی تماشہ ہوا تھا ابوبکر بیٹے!" بابا غیر ارادی طور پر اس کے قریب آ کر گویا ہوئے' وہ چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگا۔ ان کے چہرے کے تاثرات بتارہے تھے کوئی غیر معمولی بات ہوئی ہے۔

"ہارون صاحب آپ کے جانی دشمن بن گئے ہیں۔"

"یہ بات آپ کو آج پتا چلی ہے؟" اس کے انداز میں بے پروائی تھی۔

"ارے تو کیا آپ کو معلوم ہے' میرے منہ میں خاک بیٹے! ہارون صاحب آپ کی جان لینا چاہتے ہیں۔ آج تو وہ پستول بھی نکال کر لے آئے تھے وہ بھلا ہوا احسان صاحب کا بہلا پھسلا کر ان سے پستول لی تھی۔" رمضان بابا حیرانی سے اس کی شکل دیکھ رہے تھے' جہاں کوئی خوف' کوئی فکر نہ تھی بلکہ ایک عرصے سے اس کے وجیہہ چہرے پر جو سکوت کا پتھریلا موسم آ کر جم گیا تھا وہاں ذرا بھی تو تبدیلی نہ آئی تھی۔

"یہاں کے لوگ میرے بارے میں کیا جذبے وسوچ رکھتے ہیں' سب سے میں بخوبی واقف ہوں' میں کسی کی پروا بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

نہیں کرتا۔ مجھے کیئر صرف نانی جان کی ہے اگر آپ مجھے نہ بتاتے کہ ان لوگوں کا رویہ وسلوک ان کے ساتھ اتنا روڈ ہے پروا نہیں ان لوگوں کو میں نانی کو ہرگز ہرگز یہاں نہ چھوڑتا۔ مجھے یقین نہیں آتا وہ لوگ میرا بدلہ نانی سے کیوں لے رہے ہیں؟'' وہ بڑبڑاتا ہوا وارڈ روب کی طرف بڑھا چہرے پر چھائی سنجیدگی زیادہ پتھریلی ہوگئی تھی۔

❀......❀......❀

اماں بی کے ہاتھ میں پکڑی تسبیح کے سفید چمکیلے دانے سست روی سے ایک ایک کرکے گر رہے تھے۔ دبیز عینک کے پیچھے سے ہلکی نم آنکھیں کچھ فاصلے پر بیٹھے دونوں بیٹوں اور بہوؤں پر فرداً فرداً پڑ رہی تھیں۔

بیٹوں نے کچھ احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے گفتگو کا آغاز کیا' جبکہ دونوں بہوئیں کینہ توز نگاہوں سے وقتاً فوقتاً ساس کو گھور رہی تھیں۔

''بات کا مقصد یہ ہے اماں بی...... پانی اب سر سے اونچا ہو چکا ہے اگر اب بھی بند نہ باندھا گیا تو کچھ بھی نہیں بچے گا تباہی ہوگی۔ ناقابل تلافی نقصان ہوگا اب جو کرنا ہے آپ کو ہی کرنا ہے۔'' احسان نے ان کی جانب دیکھتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

''اماں بی...... اس طرح خاموشی سے کام نہیں چلے گا' آپ کی اس مجرمانہ خاموشی سے ہی ابوبکر کو شہہ ملتی ہے وہ گناہ گار ہوتے ہوئے بھی بلا خوف وڈر کے ہر جگہ گھومتا پھرتا ہے۔ اس کا کردار آپ نے بھی دیکھ لیا' وہ کس طرح کے بدقماش وبگڑے آوارہ لوگوں کی محفلوں میں بیٹھتا ہے' یہ سب آپ کو معلوم ہے۔ اس گھر کی امن وسکون اسی میں ہے کہ آپ ابوبکر کو کہہ دیں وہ یہاں نہ آیا کرے۔'' اماں بی نے کوئی جواب نہ دیا' وہ خاموش تھیں اور خاموشی سے تسبیح کے دانوں کے ساتھ ساتھ آنسو بھی گرتے جارہے تھے۔

''یہ بھی خوب ہے بھابی جان...... جب بھی ان سے اس لوفر کی بات کی جاتی ہے یہ اسی طرح سے مگرمچھ کے آنسو بہانے بیٹھ جاتی ہیں اور بات وہیں کی وہیں ختم ہوجاتی ہے۔ یہ تو کوئی بات ہی نہ ہوئی نا۔'' رباب ہاتھ چلاتی ہوئیں اماں بی کو گھورتی قریب بیٹھیں نفیسہ سے بولیں۔

''بات اب اس طرح ختم نہ ہوگی' یہ مسئلہ بن گیا ہے میرے بیٹے ہارون کی زندگی کا' آج تو سب جمع تھے کل کو کوئی نہ ہو اور ابوبکر کو دیکھ کر ہارون نے گولی ماردی تو پھر......''

''گولی...... یہ کیا بات کررہی ہو بہو! کیسی گولی......؟'' ان کی بات قطع کرکے اماں بی بدحواس ہوکر گویا ہوئی۔

''بلٹ کی بات کررہی ہے نفیسہ' اماں بی اگر میں عین موقع پر نہیں پہنچتا تو نا معلوم کیا سے کیا ہوگیا ہوتا گھر میں۔'' احسان کے لہجے میں بھی سرد مزاجی در آئی تھی۔

اماں بی کی تسبیح پر حرکت کرتی انگلیاں رک گئیں' وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان کو دیکھ رہی تھیں۔ ایک درد تھا بائیں شانے کی جانب بڑھنے لگا تھا انہیں سانس لینا دشوار لگنے لگا۔

''بس اب اللہ ہی خیر کرے' ہارون کے دماغ میں ابوبکر کو مارنے کا خیال سما گیا ہے اور سب جانتے ہیں وہ بچپن سے ہی اپنی ضد کا پکا ہے۔ جو چاہتا ہے وہ کرکے ہی دم لیتا ہے اور اب جب تک وہ اس کو مار نہیں دے گا سکون سے بیٹھنے والا بھی نہیں ہے۔''

''بہو خاموش رہو...... کیسی منحوس باتیں......'' وہ تڑپ کر گویا ہوئی تھیں مگر بائیں طرف بلند ہوتی درد کی لہر نے انہیں کٹے ہوئے درخت کی مانند زمین بوس کردیا تھا۔

❀......❀......❀

ہارون کچھ دیر بعد ہی ٹیبلٹس کے زیر اثر بے خبر سوگیا تھا۔ ادینہ نے نرمی سے اس کے مضبوط ہاتھوں میں دبے اپنے کومل ہاتھ کو نکالا جو شدت سے دبنے کی وجہ سے بے تحاشہ سرخ ہوگیا تھا۔ دودھیا رنگت میں سرخی خاصی نمایاں تھی۔ وہ اٹھی اور ہارون کو کمبل سینے تک اوڑھا کر لائٹ آف کرکے نائٹ بلب روشن کیا' کھڑکی بند کرنے کے لیے آگے بڑھی تھی کہ سامنے لان میں مصنوعی جھیل کو دیکھ کر وہ چونک کر رک گئی۔ چند لمحے بنا پلکیں جھپکے کلرڈ اسٹونز کے گرتے پانی کے آبشار کو دیکھتی رہی تھی' پانی اتنی شدت سے جھیل میں گر رہا تھا کہ آس پاس گرتی پانی کی چھینٹوں نے تیز بوندوں کی صورت اختیار کرلی تھی۔ جھیل میں گلابی اور پیلے کنول کے بڑے بڑے پھول سبز پتوں کے ہجوم میں تیر رہے تھے۔ ازحد دلفریب وخوب صورت منظر تھا مگر وہ گرتی بوندوں و بہتے پانی کے بہاؤ میں بہتی بہت دور نکل گئی۔

موسم ایک ہفتے سے ہی ایسا ابر آلود ہو رہا تھا' روز گہرا ابر آسمان پر چھا جاتا تھا' ہلکی پھلکی پھوار پڑتی تیز ہوا چلتی اور بارش غائب...... لیکن آج ایسا کچھ نہیں ہوا وہ حسب معمول شیما کے ساتھ کالج چلی آئی تھی اور آخری پیریڈ کے بعد سیاہ بادل مست

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ہاتھیوں کی مانند جھومتے ہوئے آئے اور ان کا ساتھ گھن گرج نے بھی دیا پھر وہ کہتے ہیں نا جو بادل گرجتے ہیں وہ برستے نہیں ہیں۔ آج بادلوں کی یہ مثال بھی غلط ثابت ہوئی تھی' بادل گرجے بھی اور برس بھی خوب رہے تھے۔ وہ کالج سے نکلیں تو بارش کی تیز بوندوں نے انہیں چونکا دیا تھا۔ انہوں نے تقریباً بھاگتے ہوئے قریبی بس اسٹاپ کے شیڈ کے نیچے پناہ لی۔

"اُف' بڑی تیز بارش ہے یہاں کوئی کنوینس بھی نہیں ہے۔ سڑکیں دور تک سنسان ہے' سیل فون سے بھی رابطہ نہیں ہو رہا۔" ادینہ نے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے پریشانی سے کہا تھا۔

"گھر پر بھی سب پریشان ہو رہے ہوں گے' خاصا ٹائم گزر چکا ہے۔" شیما نے رسٹ واچ دیکھتے ہوئے فکرمندی سے کہا تھا اور اسی لمحے دور سے کسی گاڑی کی ہیڈ لائٹس چمکتی ہوئی دکھائی دیں تو ادینہ نے تیزی سے ہاتھ ہلانا شروع کر دیا تھا۔ وہ گاڑی کو رکنے کا اشارہ کر رہی تھی' چند سیکنڈ بعد وہ گاڑی وہاں آ کر رک گئی تھی۔ وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی اس لیے کہ وہ ٹیکسی نہیں کار تھی۔

"اوہ یہ ٹیکسی نہیں پرائیوٹ کار ہے' میں تو ٹیکسی سمجھ رہی تھی۔" اس نے شیما کے کان میں سرگوشی کی تھی۔

"فرمائیے' میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔' ڈرائیور نگ ڈور کا شیشہ نیچے کر کے نوجوان نے شائستگی سے پوچھا تھا' لیکن دونوں سے کوئی جواب نہ بن پڑا تھا وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئی۔

"میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں مس.....!" اس کی نگاہیں سراسیمہ نظر آنے والی ادینہ پر تھیں جو اضطراری انداز میں گلابی ہونٹوں کو دانتوں سے کچل رہی تھی' شیڈ میں ہونے کے باوجود بارش کی تیز بوچھاڑ ان کے ملبوس کو بھگو رہی تھی۔ وائٹ دوپٹے انہوں نے اپنے گرد لپیٹے ہوئے تھے۔

"آپ نے مجھے روکا ہے بتائیے' میں کیا خدمت کر سکتا ہوں آپ کی؟" اس نے کار سے نکلتے ہوئے چھتری کھول کر تان لی تھی پھر ان کے قریب آ کر نرم و شائستہ لہجے میں استفسار کرنے لگا۔

"سوری بھیا! دور سے آتی آپ کی کار ہمیں ٹیکسی معلوم ہوئی تھی' اس لیے اس نے آپ کو رکنے کا اشارہ کیا تھا' ہم معذرت چاہتے ہیں۔ آپ جا سکتے ہیں۔ آپ کو خوامخواہ تکلیف ہوئی' آپ کا وقت ضائع ہوا میں اس کی معافی چاہتی ہوں۔" شیما نے حسب عادت تفصیلی بات کی تھی۔

"ماشاءاللہ! آپ کی فرینڈ کی آنکھیں تو بڑی بڑی ہیں اور چہرے سے بھی خاصی ذہین لگ رہی ہیں..... میرا مطلب ہے انہیں تو آسانی سے نظر آ سکتا تھا کہ ٹیکسی ہے یا کار اور میری کار کا رنگ بھی بلیو ہے' جو دور سے نظر آتا ہے آپ کی فرینڈ نے جان بوجھ کر روکا ہے۔" اس کا لہجہ بالکل سنجیدہ تھا مگر وجیہہ چہرے پر چمکتی براؤن آنکھوں میں شوخی و شرارت ستاروں کی مانند چمک رہی تھی۔ ادینہ پر اس کے منہ سے نکلے یہ الفاظ "جان بوجھ کر" بجلی بن کر گرے تھے۔

"کیا کہا آپ نے..... جان بوجھ کر؟ ہونہہ میں کیوں جان بوجھ کر آپ کو رکنے کا اشارہ کروں گی' میرا آپ سے کیا تعلق؟"

"جی ہاں' یہی بات ہے..... تعلق بنانے کے لیے ہی آپ نے....."

"اپنا منہ بند رکھو مسٹر.....!" وہ اس بات کی قطع کر کے کہنے لگی۔

"مسٹر ابوبکر..... میرا نام ابوبکر ہے' پیار سے بھی ابوبکر کہتے ہیں اور....." پھر اس کے غصے سے بگڑتے چہرے کو دیکھتے ہوئے خوف زدہ ہونے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"غصے سے بھی ابوبکر ہی کہتے ہیں۔"

"آپ کو کچھ بھی کہتے ہیں' ایکس وائی زیڈ..... آئی ڈونٹ کیئر..... جب آپ سے کہہ دیا ہم سے غلطی ہوگئی' آپ کی کار ہم نے ٹیکسی سمجھ کر روکی تھی اب آپ ہماری معذرت قبول کریں اور جائیں یہاں سے۔" اس کی شوخی و شرارت نے اس کے اندر غصے کے شرارے بھڑکا دیئے تھے وہ غصے سے آگ بگولہ ہو کر گویا ہوئی۔

"اوکے..... میں نے آپ کی معذرت قبول کی' قبول کی..... قبول کی۔ اب آپ بھی میری دعوت قبول کیجیے' آئیں میں آپ کو ڈراپ کر دوں گا جہاں آپ کہیں گی۔" اس کے انداز پر شیما کھلکھلا کر ہنس پڑی تھی اور وہ بھی مسکراہٹ ضبط نہ کر سکی۔

"نہیں شکریہ' ہمیں لفٹ لینا پسند نہیں ہے ابھی کچھ ہی دیر میں ہمیں رکشہ یا ٹیکسی مل ہی جائے گی' آپ کی آفر کا بے حد شکریہ۔" ادینہ لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتے موسم کے تیور دیکھتے ہوئے خوف زدہ تو بے تحاشہ ہو رہی تھی۔ لیکن اس پر ظاہر کرنا بہتر نہیں سمجھا تھا۔

"پلیز آپ لوگ مجھ پر بھروسہ کریں' میں آپ کو بحفاظت

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY READING Section

آپ کی منزل تک پہنچادوں گا' موسم کے تیور آپ کی فرینڈ کی طرح بگڑتے جارہے ہیں۔" وہ سنجیدہ ہوتے ہوئے بھی شرارت کرگیا۔

"ہم آپ پر کس طرح بھروسہ کرلیں' آپ کیا ہمارے چچا کے بیٹے ہیں؟"

"رکشہ یا ٹیکسی والا کیا آپ کے چچا کا بیٹا ہوگا؟ غیروں پر اتنا بھروسہ ہے آپ کو اور مجھ پر آپ اعتبار کرنے کو تیار ہی نہیں ہیں' حد ہوتی ہے بے رخی کی بھی۔"

"ادینہ! ابوبکر کی بات بالکل درست ہے یہ بارش رکنا تو درکنار کم ہوتی بھی نظر نہیں آرہی۔ ابھی تک کوئی رکشہ ٹیکسی نہیں آئی ہے اور کیا پتا اب آئے بھی یا نہیں۔ ہم کب تک یہاں کھڑے رہیں گے' گھر والے علیحدہ پریشان ہورہے ہوں گے' ابوبکر بھائی شریف انسان لگ رہے ہیں ہمیں ان سے لفٹ لے لینی چاہیے۔" شیما نے موسم کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے آہستگی سے کہا تھا۔

"ہونہہ! شریف..... کچھ دیر میں ہی دیکھو کس طرح کمبل ہورہا ہے۔"

"تم بھی تو خوامخواہ الجھ رہی ہو ان سے وگرنہ بہت نائس پرسن ہیں۔"

"پلیز جلدی فیصلہ کیجیے' میری نانی انتظار کررہی ہوں گی۔" وہ رسٹ واچ دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔ شیما اس پر مکمل اعتماد و بھروسہ کرچکی تھی کہ اس کی پرخلوص شوخی و بے ضرار مسکراہٹ اور باتیں کرنے کا انداز بتارہا تھا وہ کسی طور بھی دھوکہ دینے والا شخص نہیں ہے مگر ادینہ مان کر نہیں دے رہی تھی۔

"ایسے موسم میں آپ لوگوں کو کالج آنا نہیں چاہیے تھا' آپ خاصی بے وقوف اور ضدی لگتی ہیں' خیر اس میں آپ کا قصور بھی نہیں ہے۔" وہ شیما کو راضی اور ادینہ کو انکار پر قائم دیکھ کر سنجیدگی سے گویا ہوا۔ "کالج کی لڑکیاں عموماً اسٹوپڈ ہوتی ہیں' دماغ کے بجائے دل سے فیصلہ کرتی ہیں مگر..... میں سب گرلز کو نہیں کہہ رہا ہوں' فقط چند ہوتی ہیں آپ کی طرح سر پھری۔ اب دیکھیں نا چھٹی کے بعد تمام گرلز جاچکی ہیں آپ ہی نامعلوم کہاں ٹائم ویسٹ کرتی رہیں۔" وہ سنجیدہ تھا۔

"لائبریری میں ٹائم کا پتا ہی نہ چل سکا۔" شیما شرمندگی سے بولی۔

"آپ تو بہت قابل اور جینئس گرل لگتی ہیں' سمجھ گیا ہوں دیر بھی آپ کی فرینڈ کی وجہ سے ہی ہوئی ہے۔" اس کی نگاہیں ادینہ کے چہرے پر ہی پڑرہی تھیں جو غصے سے کبھی سرخ ہوتا تو کبھی گلابی ہوجاتا تھا اور اس کا ہر انداز ایک سحر انگیزی لیے ہوئے تھا اور وہ حسن کا شیدائی فدا ہوکر رہ گیا تھا اور شیما اس کی باتوں پر مسکرائے جارہی تھی اور ادینہ جل کر خاک ہورہی تھی۔

"پھر کیا خیال ہے آپ کا؟ بارش کے تیور بہت جارحانہ ہیں جلدی نرم پڑنے والے نہیں۔ میں ایک شریف آدمی ہوں آپ نے روکا اور میں رک گیا' میرے بعد اگر آپ نے کسی کو روکا اول تو وہ رکے گا ہی نہیں اور اگر رک گیا تو کیا گارنٹی ہے کہ وہ کوئی شریف اور اچھا انسان ہی ہو کوئی چور' بدمعاش نہ ہو۔"

"پلیز ادینہ! چلی چلو نہ..... کیوں ٹائم ویسٹ کررہی ہو' بارش دیکھو کس قدر تیز ہورہی ہے اور ہمارے کپڑے بھی کتنے بھیگ گئے ہیں۔" وہ اس کی منت کرنے لگی۔

"ویری گڈ! پرائیوٹ کار میں آپ بیٹھتے ہوئے ڈر رہی ہیں کہ کہیں میں آپ کو بھگا کر نہ لے جاؤں اگر ٹیکسی یا رکشے والا اغوا کرکے لے گیا تو پھر.....؟" وہ ادینہ کو اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے دیکھ کر قدرے جھلا کر گویا ہوا۔

"جیسے آپ کی مرضی' اس سے زیادہ میں آپ کو فورس نہیں کرسکتا' جارہا ہوں میں۔" وہ سنجیدگی سے کہتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا' شیما نے گھبرا کر ادینہ کی طرف دیکھا تھا۔

"کیوں اپنی جان کے ساتھ ساتھ میری جان کی بھی دشمن بنی ہوئی ہو۔"

"بات جان کی نہیں' عزت کی ہے اگر عزت کی چادر پر ایک بار داغ لگ جائے تو دنیا کے تمام سمندروں کا پانی بھی اس داغ کو نہیں دھوسکتا۔" اس کا لہجہ باوقار و ضبوط تھا' ابوبکر کار میں بیٹھ چکا تھا۔

"بے وقوفی کی باتیں مت کرو ادینہ! اس اندھیرے اور برستی برسات میں ہم اسی طرح کھڑے رہے تو نہ جان رہے گی اور نہ ہی عزت۔ قسمت سے ایک فرشتہ نما انسان اللہ نے ہماری مدد کے لیے بھیج دیا ہے' اگر تمہیں آنا ہے تو آجاؤ میں جارہی ہوں' مجھے نہیں مرنا ہے یہاں۔" اس کی بلاوجہ کی ضد و انا کی جنگ میں وہ خود کو بچاتی کار کی طرف بڑھ گئی تھی' ادینہ بھی کوئی ناسمجھ و نادان نہ تھی۔ وہ بھی حالات و مواقع کی نزاکت کو بخوبی بھانپ گئی تھی مگر ایک تو اس شخص کی شوخ نگاہیں و چرب زبانی اور چڑانا اسے غصہ دلا گیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ادینا آجاؤ پلیز..... آنٹی انکل پریشان ہورہے ہوں گے' پلیز۔" وہ جاتے ہوئے پلٹ کر آئی اور اس کا ہاتھ تھام کر گویا ہوئی تھی اور وہ بھی ہونٹ دانتوں سے کچلتی اس کے ساتھ کار میں بیٹھ گئی تھی۔

ابوبکر نے خوش دلی سے ان کو ویلکم کہا تھا اور راستے بھر میں شیما سے بہن بھائی کا رشتہ بھی قائم ہوچکا تھا البتہ وہ نگاہیں جھکا کر بیٹھی رہی تھی۔ ہوا کا تیز جھونکا ماضی کی بھول بھلیوں سے کھینچ لایا تھا اس نے گہری سانس لے کر کھڑکی بند کی تھی اور بیڈ کی طرف بڑھ گئی تھی۔

❀.....❀.....❀

صدف کے دماغ آسمان پر پہنچے ہوئے تھے شریفہ نے جاتے ہی اس کی بلائیں لینی شروع کردی تھیں کئی لمحوں تک اسے سینے سے لگائے بیٹھی رہی تھی۔ جنت بھی اس سے ملنے کے لیے آگے بڑھی تو وہ نخریلے لہجے میں بولی۔

"ابھی اماں نے بھینچ بھینچ کر میرا بُرا حال کردیا ہے تم تو بھئی' دور ہی رہو ویسے ہی میں اس حال سے ہوں۔" وہ سکون سے لیٹ گئی۔

"ہاں ہاں ٹھیک کہہ رہی ہے صدف..... تم جاکر ذرا باورچی خانے کی خبر لو' بہت بھوک لگی ہے موئے ریل کے سفر نے ہڈی ہڈی ہلا کر رکھ دی ہے۔ مجھے تو ابھی بھی ایسا ہی لگ رہا ہے جیسے ریل چل رہی ہے۔" شریفہ نے اس کی جانب دیکھے بنا ہی کہا۔ وہ جو صدف کی بے رخی پر شرمندہ سی کھڑی تھی ایک دم ہی ڈھیر سارا نمکین پانی اس کی آنکھوں میں جمع ہونے لگا تھا۔

کچھ لوگ پتھر ہوتے ہیں' جن پر جدائی دل کا گداز پن پیدا نہیں کرتی..... وہ گزرتے وقت کے ساتھ سخت ہوجاتے ہیں۔ صدف بھی ان پتھر دل لوگوں میں شمار ہوتی تھی' جنت کا دل سات ماہ بعد اسے دیکھ کر برف کی مانند پگھلنے لگا تھا اور اس نے ایک ہی وار میں اس کے محبت بھرے دل کو کچل ڈالا تھا۔ رخ پھیر کر چپکے سے اس نے آنسو صاف کیے اور آگے بڑھ گئی تھی' باورچی خانہ تلاش کرنے کی نوبت ہی نہ آئی تھی کہ وہ صدف کے دل کی طرح چھوٹا اور تنگ تھا۔ ساٹھ گز کے اس مختصر سے سرخ اینٹوں سے بنے گھر میں ایک کمرہ اسٹور' صحن اور وہیں ایک کونے میں کچن تھا۔

پڑوس میں لگے کئی درختوں کی شاخیں اس طرف جھکی ہوئی تھیں اور ان سے جھڑتے پتوں نے صحن کے سرخ فرش کو گندہ کیا ہوا تھا۔ چھوٹا سا کچن گندے برتنوں سے اٹا ہوا تھا اور ان پر چپکے مکھیوں کے غول دعوت اڑا رہے تھے شاید اس کی آمد کی خبر ملتے ہی صدف نے برتن دھونے کی زحمت نہ کی تھی اور گرد و پیش سے اٹا ہوا گھر بھی یہی گواہی دے رہا تھا۔ وہ اندر داخل ہوئی تھی اور دیگچی میں پانی گرم کرنے رکھ دیا تھا۔ پانی گرم ہونے تک وہ گھر کی صفائی ستھرائی سے فارغ ہوچکی تھی جبکہ اماں بی صدف کے پاس ہی لیٹ کر سوگئی تھیں اور صدف بھی ماں کا ساتھ دے رہی تھی۔ کچن کی حالت سدھارنے میں اسے ایک گھنٹے سے زائد کا وقت لگا تھا اس سے فارغ ہوکر وہ مغرب کی نماز ادا کرنے اسٹور کے ایک حصے میں کھڑی ہوگئی تھی کیونکہ ابھی صدف کے شوہر نے فون کرکے اطلاع دی تھی کہ وہ کھانا لے کر آرہا ہے پھر گھر میں پکانے کے لیے کچھ بھی نہ تھا۔

"ارے..... یہ گھر تو جنت کی مانند خوب صورت لگ رہا ہے' ہم تو ڈر گیا تھا کہ کسی اور کے گھر میں تو نہیں آ گیا۔ مگر تم کو دیکھا تو یقین آ گیا یہ تو اپنا ہی گھر ہے۔" وہ نماز پڑھ کر اٹھ رہی تھی جب باہر سے بہروز خان کی خوشی و حیرت کی ملی جلی آواز سن کر وہیں رک گئی۔

"آج سے پہلے تو تم نے کبھی گھر کو اس طرح چمکایا نہیں تھا' آج اپنی ماں اور بہن کے آنے کی خوشی میں گھر کو چاند کی طرح روشن کردیا۔"

"کھانا دو اِدھر۔" اس نے غصے سے اس کے ہاتھ سے شاپر جھپٹتے ہوئے کہا۔

"ارے ہم تعریف کرتا ہے' تم غصہ کرتا ہے..... کیا ہوا ہے؟" وہ منہ پھاڑ کے تعجب سے اسے دیکھتا ہوا گویا ہوا۔

"فالتو بات چھوڑو' اندر جاؤ اماں کب سے تمہارا انتظار کررہی ہیں۔" وہ بگڑے موڈ کے ساتھ کچن کی طرف بڑھ گئی۔

"یہ لو کھاؤ....." اس نے ٹرے لاکر اس کے آگے پٹخی۔

"اور سنو' بہروز سے فری ہونے کی ضرورت نہیں اس کی موجودگی میں یہاں سے کام کے علاوہ ہرگز نہ نکلنا' سن لو کان کھول کر۔" وہ اسے وارننگ دیتی ہوئی چلی گئی تھی' جنت نے ٹرے کی طرف دیکھا تھا۔ چپلی کباب' نان اور پانی کی بوتل یہ رات کا کھانا تھا دو کباب ایک نان پر مشتمل کباب جل کر سیاہ ہورہے تھے جن کو حلق سے اتارنا ہی کسی امتحان کے مترادف تھا وہ چھوٹے چھوٹے لقمے کھانے لگی۔

ویسے بھی وہ بچپن سے تنہا کھانے کی عادی تھی' ابا نے بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

اسے ساتھ کھلانے کے لائق نہ سمجھا تھا پھر سوتیلی ماں اور بہن سے کیوں توقع رکھتی۔ وہ لوگ صحن میں ہی کھانا کھا رہے تھے ان کے ہنسنے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ بہروز ساس کے سامنے خوب بچھا جا رہا تھا اور شریفہ بیٹی کے چاؤ چونچلوں میں لگی ہوئی تھی، باہر خوشیاں تھیں اور اندر وحشت و سناٹا۔

عجیب قحط پڑا ہے اب کے سال اشکوں کا
کہ آنکھ تر نہ ہوئی خون میں نہا کر بھی

بروقت طبی امداد سے نانی جان ہارٹ اٹیک سے بچ گئی تھیں، ایک ہفتے بعد ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر گھر آئیں تو ابوبکر نے انہیں اپنے ساتھ چلنے کا کہا تھا، وہ سن کر مسکرا کر گویا ہوئیں۔

"کہاں لے کر جاؤ گے مجھے بیٹا؟ تمہارا اپنا کوئی ایک ٹھکانہ نہیں ہے۔"

"آپ جہاں کہیں گی میں آپ کے ساتھ وہیں رہوں گا کہیں نہیں جاؤں گا لیکن یہاں آپ کو تنہا نہیں چھوڑوں گا۔" وہ ان کا سر دبا رہا تھا۔

"میں یہاں تنہا کیوں ہوں، سب لوگ ہیں گھر میں۔"

"نانی جان! ہسپتال میں ماموؤں کے علاوہ کوئی بھی دیکھنے نہیں آیا آپ کو، میں آپ کو اب کسی قیمت پر یہاں رہنے نہیں دوں گا۔" اس کے لہجے میں پیار بھری قطعیت تھی۔

ایسے لاڈ، ایسے مان کی ان کو اپنے بیٹوں سے امید تھی جو ماں کو بھلائے اپنی بیوی و بچوں میں کھو گئے تھے۔ ہسپتال میں بھی وہ چند لمحوں کے لیے آتے تھے۔

"کیا سوچ رہی ہیں نانی جان...... انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔" وہ انہیں سوچوں میں گم دیکھ کر گویا ہوا انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے قریب بٹھاتے ہوئے شفقت سے کہا۔

"ابوبکر...... مجھے یہیں ایک طرف پڑا رہنے دو، میں بیمار عورت ہوں، دن و رات کب میری طبیعت بگڑ جائے کچھ خبر نہیں وقت کی۔ تم پر تو میں بوجھ بن جاؤں گی بیٹا۔ تم یہاں کیوں نہیں رہتے؟ یہ تمہارا بھی گھر ہے، میں تمہیں اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنا چاہتی ہوں۔ تم باہر ہوتے ہو میری بے کلی و بے چینی بڑھتی رہتی ہے۔"

"میں یہاں رہ کر گھر میں کوئی بدمزگی نہیں چاہتا، لوگوں کو ویسے بھی بہت سے اختلافات و اعتراضات ہیں میری ذات سے جن کو مزید بڑھانا نہیں چاہتا۔" اسی دم رمضان بابا چائے کی ٹرے لے آئے تھے۔

"کشمیری چائے بنائی ہے میں نے، اماں بی کو بہت پسند ہے اور آپ کو بھی۔" وہ مگ اماں بی کے بعد اس کو تھماتے ہوئے بولے۔

"شکریہ بابا! آپ ہمیشہ یونہی خیال رکھتے ہیں ہمارا۔"

"یہ میرا فرض ہے اماں بی نے اپنی اولاد کی طرح میرا خیال رکھا ہے، بہت کم عمری میں، میں نے اس گھر سے محبت پائی ہے۔"

"بابا...... آپ بھی اپنا سامان پیک کرلیں اور کسی ملازمہ کو کہہ کر نانی کا سامان بھی پیک کروائیں، ہم آج رات کی فلائٹ سے مری جا رہے ہیں۔" وہ چائے پیتے ہوئے اپنے مخصوص سنجیدہ لہجے میں بولا۔

"جی بہتر بیٹا۔" وہ سر ہلاتے ہوئے باہر نکل گئے تھے اماں بی نے کچھ بولنا چاہا تو وہ نرمی سے گویا ہوا۔

"آپ کو کوئی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں آپ کے لیے گورنس کا بندوبست کردوں گا جو آپ کی کیئر کرے گی۔" نانی کو سمجھانا بڑا مشکل تھا کہ ان کو اس کے ساتھ جانے پر کوئی اعتراض نہ تھا بس وہ اس خوف میں مبتلا تھیں کہ رات میں ان کی طبیعت خراب ہوئی تو اسے پریشانی ہوگی ان کو دمے کی شکایت تھی لیکن وہ بھی مشکل پسند تھا۔ اپنی ضد کا پکا، جو سوچتا وہ کر کے دم لیتا تھا، ان کو ساتھ لے جانے پر راضی کر کے ہی چین لیا۔

نانی نے مری جانے کی بجائے اپنی زمینوں پر جانا پسند کیا تھا جو ایبٹ آباد میں تھیں اور جب تک ان کے شوہر زندہ رہے وہ ان کے ہمراہ اکثر وہاں قیام کرنے جایا کرتی تھیں اب بھی انہوں نے اسی جگہ کا انتخاب کیا تھا۔

ان کے جانے کے بعد گھر میں زبردست جشن منایا گیا تھا سب لوگ بے حد خوش تھے۔ ہارون نے ڈانس پارٹی کی تھی، ادینہ نے بھی خوب اس کا ساتھ دیا تھا وہ بھی آج آزادی محسوس کررہی تھی۔ ابوبکر نام کی تلوار جو ہر وقت سر پر لٹکی رہتی تھی آج اس سے خلاصی حاصل ہوئی تھی۔ اس پارٹی میں رشتہ داروں کو مدعو نہ کیا گیا تھا، سب کے دوست ہی انوائٹ کیے گئے تھے۔

لڑکیوں نے اپنی کالج فرینڈز کو بلایا تھا وہ ان کے ہمراہ ہلہ گلہ کرنے میں مصروف تھیں۔ نفیسہ بیگم اور رباب سوسائٹی کی بیگمات میں بیٹھیں اپنے میکوں کی بڑائیاں کررہی تھیں، مرد

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

حضرات سیاست کے ساتھ ساتھ کاروبار کے اپ ڈاؤن کی گفتگو میں مصروف تھے اور ہارون' رباب کی بہن وردہ اور ادینہ کے ساتھ باتوں میں مگن تھا۔ ملازمین مشروبات مہمانوں میں تقسیم کررہے تھے' کھانے کا آرڈر ایک اچھے ریسٹورنٹ کو دیا گیا تھا جو تیار ہوکر آچکا تھا۔

"تھینکس گاڈ! وہ ڈیول یہاں سے دفع ہوا' اس کی وجہ سے میں نے یہاں آنا ہی چھوڑ دیا تھا حالانکہ رباب آپی کتنی مرتبہ خفا ہوئی ہیں میرے یہاں نہ آنے پر۔ لیکن میں نے ان کی ناراضگی کی پروا نہیں کی اور یہی کہا جب تک وہ ڈیول اس گھر میں ہے میں آنے والی نہیں ہوں۔"

"دیکھ لو' آج اللہ نے تمہاری سن لی' وہ دفع ہوگیا یہاں سے۔" وردہ کی بات پر وہ مسکراتا ہوا گویا ہوا۔

"آف کورس..... تب ہی تو میں یہاں دکھائی دے رہی ہوں۔" اس کے ساتھ وہ دونوں بھی ہنس پڑے۔

"سچ بات تو یہ ہے وردہ! اس کو اور دادو کو بھگانے میں سارا کریڈٹ رباب آنٹی کو ہی جاتا ہے انہوں نے بہت ناروا سلوک رکھا ان کے ساتھ۔"

"آخر وہ سسٹر کس کی ہیں؟" وہ اپنی طرف اشارہ کرکے گویا ہوئیں۔

"مان گئے بھئی۔" وہ ہنس پڑے ادینہ صرف مسکرا کررہ گئی۔

"تم دونوں گپ شپ کرو' میں دیکھتا ہوں ڈنر کا کیا انتظام ہے۔" وہ کہہ کر چلا گیا وردہ نے اس کی طرف دیکھا بلیک اور سلور کلر کے فراک میں وہ ہم رنگ جیولری اور میک اپ کیے بہت حسین لگ رہی تھی۔ میرون لب اسٹک سے سجے ہونٹ بات بے بات مسکرا رہے تھے مگر ہونٹوں کا ساتھ آنکھیں نہیں دے رہی تھیں جن میں عجیب وحشت بھری اداسیاں تھرک رہی تھیں۔

"سب سے زیادہ خوشی تمہیں ہوئی ہوگی ابوبکر کے جانے سے ہے نا؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے عجیب لہجے میں بولی۔

"ہاں۔" اس کا لہجہ سادہ تھا مگر وردہ معنی خیزی سے گویا ہوئی۔

"تم ایک بات سچ سچ بتاؤ گی ادینہ....."

"ہوں' پوچھو؟" اس نے چونک کر جواب دیا۔

"تم ہارون کے ساتھ خوش ہو؟"

"یہ کیسا سوال ہے؟" وہ غصے سے بولی۔

"تم اور ابوبکر پہلے ایک دوسرے کو پسند.....؟"

"شٹ اپ' بکواس بند کرواپنی' میں اس کا نام بھی سننا پسند نہیں کرتی۔" وہ وہاں سے اٹھی اور کسی کی بھی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے کمرے میں آ گئی اور سینڈل سمیت اوندھی بیڈ پر لیٹ کر رونے لگی۔

وردہ کی بات نے اس کے اندر ایک بھونچال سا پیدا کردیا تھا' ایک آگ تھی جو اسے جلانے لگی تھی۔ ماضی کی زنجیر کی ایک ایک کڑی ٹوٹ کر بکھرنے لگی تھی۔

کار اسٹارٹ ہوئی اور موسم پہلے سے زیادہ شدت اختیار کر گیا گرج چمک بارش لگتا تھا بجلی کسی لمحے ٹوٹ کر گاڑی پر گر جائے گی' دونوں لڑکیوں کا خوف سے بُرا حال تھا۔ وہ بھی ان کی حالت دیکھ کر سنجیدہ ہوگیا تھا' سارے راستے صرف گھر کا ایڈریس پوچھنے کے لیے لب کشائی کی تھی اور چھوڑ کر چلا گیا تھا۔

بھیگنے کے باعث وہ بخار میں مبتلا ہوگئی تھی پھر ایک ہفتے تک کالج نہ جاسکی تھی۔ موسم کا اثر کارشیما بھی ہوئی تھی مگر وہ دو دن بعد ٹھیک ہوکر کالج جانے لگی تھی۔ اس دوران شیما جب بھی اس کے پاس آئی اس کی ماما اس کے پاس ملی تھیں اور وہ کچھ بتانے کی آرزو دل میں لیے واپس چلی جاتی تھی۔

"ارے واہ میرے اکلوتے پن کی سزا تم کو کیوں ملنے لگی ہے؟" اس نے نمکو کی پلیٹ اس کے آگے رکھتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔

"میں جب بھی آئی آنٹی کبھی تمہارا سر دبا رہی ہوتیں' کبھی دم کررہی ہوتیں کبھی بالوں میں تیل ڈال رہی ہوتیں۔ مجھے تم سے بات کرنے کا موقع نہیں مل رہا تھا۔"

"کیا دماغ چل گیا ہے تمہارا؟ باتیں کرتو رہی تھیں اور کہہ رہی ہو بات کرنے کا موقع ہی نہیں مل رہا ہے ایڈیٹ۔" وہ کولڈ ڈرنک اسے پکڑاتے ہوئے گویا ہوئی۔

"میں ابوبکر کی بات کرنا چاہ رہی تھی' وہ دیوانہ ہورہا ہے تم سے ملنے' بات کرنے کے لیے اس دن سے کئی چکر لگا چکا ہے وہ کالج کے۔"

"وہاٹ..... پاگل ہوگئی ہو تم..... میں اس سے کیوں ملوں گی؟" وہ کولڈ ڈرنک سے بھرا گلاس ٹیبل پر رکھ کر خفگی سے کہنے لگی۔

"وہ تو ایک ہی نظر میں تمہاری محبت کا شکار ہوگیا ہے' رات

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

aanchal.com.pk
رنگا رنگ کہانیوں سے آراستہ دلچسپ جریدہ
ماہنامہ نئے افق کراچی
onlinemagazinepk.com/recipes
تازہ شمارہ شائع
ہو گیا ہے
اپریل ۲۰۱۶ء کے شمارے کی ایک جھلک

قلعہ الحرمین: ''قلعہ الحرمین'' انقلاب عراق کی کہانی ہے جس کی ابتداء 1979ء میں صدام حسین المجید التکریتی کے اقتدار میں آنے سے ہوئی۔ اس نے اپنے دور اقتدار میں عراق میں بہت سے محل تعمیر کروائے' جو مختلف مقاصد کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ وہ محلات کی تعمیرات' ان کی سجاوٹ اور مجسموں کو جگہ جگہ نصب کروانے میں بہت دلچسپی رکھتا تھا۔ عراق میں بے شمار آرائشی محل تعمیر کروانے والے کو آخری لمحات میں ایک Spider hale سے گرفتار کیا گیا اور 31' دسمبر 2003ء کو اس کی پھانسی کے ساتھ عراق کی تاریخ کا ایک دور ختم ہو گیا۔

ڈاکو راج: شبیر سومرو بنیادی طور پر محقق ہیں جنہوں نے سندھی سماج کے ایسے پہلوؤں کو اجاگر کیا جیسے عام ادیبوں اور تاریخ نویسوں نے ہمیشہ نظر انداز کیا۔ انہوں نے ان طبقات پر باریک بینی سے لکھا جنہیں عوام اور خواص نے گھٹیا اور نجانے کیا کیا کہہ کر دھتکارا۔ انہی عناصر میں سندھ کی ایسی شخصیات اور ہیروز بھی ہیں جنہیں انگریز سامراج اور ان کے پروردہ جاگیرداروں، وڈیروں، پیروں نے ڈاکو قرار دیا۔ ڈاکو راج سندھ کے ایسے ہی سپوتوں کا تذکرہ ہے اس تذکرے میں آپ کو رنگینی یا ادب کی چاشنی تو نظر نہیں ملے گی لیکن اس تحریر میں آپ کے دل میں راکھ کی ایک لہری ضرور اٹھے گی۔

دھرا موت: ایک ایسے شخص کی روداد' جس نے ایک سیاست دان اور دو پولیس اہلکاروں کے قتل کا اعتراف کیا تھا لیکن قانون نافذ کرنے والے اسے قاتل قرار دینے پر تیار نہیں تھے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ کسی کو بچانے کے لیے خودکشی کر رہا تھا۔ سائنس فکشن پر مبنی ایک ایسا ناول جسے پڑھتے ہوئے آپ کا دوران خون بڑھ جائے گا۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

ودن، صبح وشام وہ تمہارے ہی تصور میں گم رہتا ہے پلیز....." وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر عاجزی سے بولی۔ "وہ بہت اچھا ہے ہر لڑکی ایسے شخص کو آئیڈیل بناتی ہے۔"

"پھر تم بنالو اس کو اپنا آئیڈیل، میری کیوں جان کھا رہی ہو؟" وہ نمکو کھاتی شوخی سے گویا ہوئی تھی۔

"آہ..... ہا، یہی تو بات ہے جب دل گدھی پر آجائے تو پری کیا چیز ہے۔"

"ہا..... تم نے مجھے گدھی کہا، ٹھہرو بتاتی ہوں ابھی۔" شیما نے پہلے ہی نمکو اور کولڈ ڈرنک ختم کرلی تھی اس کے چہرے سے اندازہ لگا کر وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی پھر وہ آگے آگے اور ادینہ پیچھے بھاگ رہی تھی ان کی ہنسی سے کمرہ گونج رہا تھا۔ اس رات پہلی بار فون پر ان کی بات ہوئی تھی اور حسب عادت وہ محبت کے اظہار کے بجائے چھیڑ چھاڑ ہی کرتا رہا تھا۔

❁.....❁.....❁

اسے یہاں آئے دو ہفتوں سے زائد ہو چکے تھے یہاں بھی پورے گھر کی ذمہ داری اس کے شانوں پر آگئی تھی۔ شروع شروع میں ان ماں بیٹی نے اس پر اور بہروز خان پر سخت پہرہ رکھا تھا پھر ان کو ایک دوسرے سے گریز پا دیکھ کر خود ہی پیچھے ہٹ گئی تھیں۔ بہروز خان بے ضرر آدمی تھا اور کچھ بیوی کے رعب میں بھی تھا سو وہ جنت کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا تھا ویسے بھی آج کل وہ جس ہوٹل میں کام کرتا تھا اس ہوٹل کا مالک ہوٹل فروخت کر کے باہر جانا چاہتا تھا منہ مانگے دام نہ ملنے کے سبب وہ ہوٹل بھی فروخت نہیں ہوا تھا ابھی مگر کب تک فروخت نہ ہوگا۔ ایک نہ ایک دن وہ فروخت ہو ہی جائے گا اور اس کے بعد بے روزگاری کے وہ سخت دن جو اس سے تنہا نہ بتائے جاتے تھے، اب بیوی کا ساتھ اور اس پر چند ماہ بعد بچے کا بھی اضافہ ہونے والا تھا ان تمام خرچوں کا سوچ کر وہ پریشان تھا اور دوسری جگہوں پر نوکری کے لیے جانے کے باعث دیر سے گھر آتا تھا۔

"اماں! میرا دل کرا ہے وہ ہوٹل میں خرید لوں۔" صدف کی خواہش رہ رہ کر ابھرتی۔

"ارے وہ ہوٹل ہے کوئی سوٹ تھوڑی ہے جو تو تین چار ہزار میں خرید لے گی۔ یہ تو لاکھوں کروڑوں کا سودا ہے، اتنی ہماری اوقات کہاں ہے بیٹی۔" شریفہ ایک لمبی سی آہ بھر کر اسے تسلی دی تھی وہ سر ہلا کر رہ گئی۔

یہاں کا موسم بہت اچھا تھا۔ دن میں خوش گوار ہوا چلتی تھی اور رات میں عموماً ٹھنڈ ہو جاتی تھی اور اکثر بارانِ رحمت برسا کرتی تھی۔ اسے یہ جگہ بہت پسند آئی تھی، کراچی کے گرم و حبس زدہ موسم سے بے حد مختلف و سرسبز شاداب کھڑکی سے وہ دیکھتی تھی۔

باہر اونچے اونچے پہاڑ سبزے سے ڈھکے تھے ہر سو سبزہ، پھول اور چاندی کی طرح بہتی ندیوں کا پانی اس کے لیے یہ نظارے بڑے دلفریب و خوابناک تھے۔ صدف کی پڑوسن آئی ہوئی تھی وہ بھی صدف کی طرح باتونی اور ہر ایک کی خبر رکھنے والی عورت تھی۔ پورے محلے اور محلے میں رہنے والے لوگوں کے علاوہ ان کے خاندان میں بسنے والے لوگوں کی بھی اسے خبر ہوتی تھی اور وہ ایک ایک بات جب تک صدف کو نہ سنا دیتی مانو اس کے پیٹ کی مروڑ ختم نہ ہوتی تھی اور اگر کبھی کسی وجہ سے وہ نہ آتی تو صدف اس کے پاس پہنچ جاتی تھی اب شریفہ بھی ان میں شامل تھی۔ تینوں مل کر کسی نہ کسی کے عیب گن رہی ہوتی تھیں، آج اس کا موضوع بالکل جدا تھا۔

دور پہاڑ پر کوئی بنگلہ تھا وہاں ایک ہفتہ قبل کوئی آ کر ٹھہرا تھا اس کے حوالے سے ہی گفتگو ہو رہی تھی۔ جنت بھی کام سے فارغ ہونے کے بعد کمرے کے باہر چٹائی پر بیٹھی صدف کے آنے والے مہمان کے لیے سوئٹر بن رہی تھی۔

"بہت امیر لوگ ہیں وہ گل خان بتا رہا تھا، ایک بڑھیا اور اس کا نواسہ نوکروں کے ساتھ رہتا ہے، کوئی دوسری عورت نہیں ہے وہاں۔"

"بہت امیر ہوں گے تب ہی تو چوری ہوئی ہے، ویسے کیا انہوں نے دیکھ بھال کر ملازمہ نہیں رکھی تھی جو دوسرے دن ہی سب لوٹ لاٹ کر بھاگ گئی؟" ان کی آواز اس کی سماعتوں میں صاف آ رہی تھی۔

"دیکھ بھال کر ہی رکھی تھی، پیسہ اور زیور دیکھ کر نیت خراب ہوگئی لیکن گل خان کہتا ہے پکڑی جائے گی، صاحب کی پہنچ بہت اوپر تک ہے پھر دولت کی کمی تھوڑی ہے انہیں، لاکھوں روپیہ اور سونا چوری ہونے کے بعد بھی ان کو فرق نہیں پڑا، وہ دوسری ملازمہ کی تلاش میں ہیں۔"

"دوسری ملازمہ کی تلاش میں ہیں..... بہت دولت ہے ان کے پاس پھر تو تنخواہ بھی تگڑی دیتے ہوں گے وہ لوگ؟" شریفہ کی نگاہوں میں ایک دم کوئی چمک در آئی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"ہاں خالہ! کیا تم وہاں نوکری کرے گا؟" وہ شوخی سے گویا ہوئی۔

"ارے واہ صفیہ! کیسی بات کرتی ہو' بھلا اماں کو کیا ضرورت ہے وہاں نوکری کرنے کی' ہمارے حالات ایسے نہیں ہیں کہ ہم اماں سے کسی کی غلامی کروائیں۔" صدف سخت برا مان کر گویا ہوئی۔

"اے صدف! برا کیوں مان رہی ہے صفیہ مذاق کررہی ہے۔"

"ہاں دیکھو نہ خالہ..... یہ بالکل طوطے کی طرح آنکھیں بدل لیتی ہے' میں باز آئی ایسی دوستی سے جہاں لمحہ بھر میں دو کوڑی کی عزت ہوجائے۔" صفیہ غصے سے بڑبڑاتے ہوئی چلی گئی' دونوں میں سے کسی نے بھی روکنے کی کوشش نہیں کی تھی اس کے جانے کے بعد صدف نے کہا۔

"اماں..... یہاں بیٹھے بیٹھے ہی وہاں دولت لوٹنے چلی گئی ہو کیا؟" وہ اس کو سوچوں میں گم دیکھ کر لیٹتے ہوئے چڑچڑے لہجے میں گویا ہوئی۔ اس نے صدف کو کوئی جواب نہیں دیا دروازے کی طرف منہ کرکے چیختے ہوئے بولی۔

"اری او نصیبوں جلی' یہ چائے کے برتن کیا تیرا باپ اٹھا کر لے جائے گا؟ ایک کام ڈھنگ سے نہیں کرتی ہے ہڈ حرام۔" جنت جو سوئٹر کو آخری ٹچ دے رہی تھی اون وسلائیاں رکھ کر گھبرا کر اندر بڑھی تھی جہاں اس کی قہر برساتی نگاہوں کا سامنا ہوا تھا۔

❁.....❁.....❁

"نانی جان..... اریسٹ کرلیا ہے پولیس نے ملازمہ کو پیسے اور جیولری بھی برآمد ہوگئی ہے' جیولری میں بینک لاکر میں رکھ آیا ہوں۔ یہ پانچ لاکھ روپے آپ کے سیف میں رکھ رہا ہوں جب بھی آپ کو ضرورت پڑے نکلوا لیجیے گا۔" وہ رقم سیف میں رکھنے کے بعد گویا ہوا۔

"بیٹا میں نے پہلے ہی کہا تھا' لاکھوں روپے میرے بیگ میں ایسے ہی نہ ڈالو' ان رنگ برنگے کاغذ کے ٹکڑوں نے لوگوں کے ایمان بہت کمزور کردیئے ہیں۔ مجھے خوشی زیورات کے ملنے کی ہے وہ تمام زیور میری بلقیس کی نشانی ہے جو تمہاری بیوی کو دوں گی میں اور سکون سے اس دنیا سے جاؤں گی۔"

"ایسی باتیں نہ کیا کریں آپ' میں خود کو بہت تنہا محسوس کرتا ہوں آپ کے علاوہ میرا ہے کون؟ بتایئے پھر بھی آپ ایسی باتیں کرتی ہیں۔" وہ بولتا ہوا خفگی بھرے انداز میں ان کے شانے سے لگ گیا۔

"تب ہی تو کہتی ہوں شادی کرلو' تنہائی ختم ہوجائے گی پھر دو سے تین اور تین سے چار ہونے میں وقت نہیں لگے گا اور تم فیملی والے ہوجاؤ گے۔" انہوں نے شرارت سے کہتے ہوئے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا' معاً بابا نے آکر کسی خاتون کی آمد کی اطلاع دی' وہ سیدھا بیٹھتا ہوا بولا۔

"کون ہے' کہاں سے آئی ہے اور کیا کہہ رہی ہے؟"

"وہ کہہ رہی ہے اماں بی کے لیے آپ گورنس تلاش کررہے ہیں وہ اسی سلسلے میں آئی ہے۔ گل خان کے توسط سے آئی ہے اس کی پڑوسی ہے۔"

"میں کہتی ہوں بیٹا..... جانے دو' اب کوئی ملازمہ نہیں رکھ رہے ایک بار دیکھ لیا انجام اب تو بھروسہ ہی ختم ہوگیا ہے۔" اماں بی کہہ اٹھیں۔

"اب میں خود ہی ہینڈل کروں گا' تمام کنٹرول میرے ہاتھ میں ہوگا آپ نے ملازمہ کو سر پر چڑھا رکھا تھا ایسے لوگوں کو ان کی جگہ پر رکھنا پڑتا ہے ورنہ وہ اسی طرح اپنی کمزور ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔" اس نے بابا کو اندر بھیجنے کا اشارہ کرتے ہوئے انہیں سمجھایا تھا چند لمحوں بعد ایک فربہی مائل عورت سلام کرتی بابا کے ساتھ اندر داخل ہوئی تھی۔

"آپ جاب کریں گی؟ آپ کو خود گورنس کی ضرورت ہے خاتون۔" وہ اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتا ہوا سنجیدگی سے بولا۔

"نہیں..... نہیں صاحب! کام میں نہیں میری بیٹی کرے گی۔" اتھل پتھل سانس کو قابو کرتے ہوئے وہ سر جھکا کر بتانے لگی۔

"اچھا..... آپ کی بیٹی بھی آپ کی طرح ہی ہوگی؟" ابوبکر کا اشارہ اس کے موٹاپے کی طرف تھا۔ اسے لگا وہ مذاق کررہا ہے مگر سرد لہجہ و چہرے کے برفیلے تاثرات نے اس کی خوش گمانی کافور کردی۔ وہ ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولی۔

"نہیں نہیں چھوٹی بیٹی مجھ پر ہے جنت تو بہت کمزور نازک سی لڑکی ہے اور کام میں بڑی پھرتیلی ہے' گھنٹوں کا کام منٹوں میں کرتی ہے۔ ہر کام میں طاق ہے' سلائی' کٹائی' کڑھائی' بنائی....."

"اسٹاپ' ہمیں یہاں کوئی انڈسٹریل ہوم نہیں بنانا۔" اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

کی چرخی کی طرح چلتی زبان سے وہ چڑ کر گویا ہوا۔
"پڑھنا' لکھنا بھی آتا ہے کچھ یا....."
"نہیں صاحب جی! میری جنت نے پوری سولہ جماعتیں پڑھی ہیں' اسی سال تو وہ پاس ہوئی ہے سولہویں جماعت میں کوئی چھ مہینے قبل کی بات ہے۔"
"مجھے یقین نہیں ہے' یہ عورت شکل سے جاہل لگ رہی ہے یہ چھ جماعتیں نہیں پڑھا سکتی کہاں ماسٹرز کی باتیں کرتی ہے۔" وہ نانی سے بڑبڑایا تھا' شریفہ نے بھی اس کی آواز بآسانی سنی تھی۔
"تمہاری بیٹی تو بہت تعلیم یافتہ ہے پھر آیا کی نوکری کیوں کروا رہی ہو؟ اس کو بہت اچھی جاب کہیں بھی مل سکتی ہے۔" نانی نے اسے چپ رہنے کا اشارہ کر کے شریفہ سے کہا۔
"ہم بہت غریب لوگ ہیں صاحب..... میں نے بہت کوشش کی اور وہ پرائیوٹ امتحان دیتی چلی گئی۔ ملازمت میرے میاں نے نہیں کرنی دی تھی آج کل کا وقت آپ دیکھ ہی رہیں کیسا بُرا چل رہا ہے۔"
"پھر اب تمہارے میاں نے اجازت کیسے دے دی یہاں ملازمت کرنے کی؟"
"وہ جی میرا میاں بہت بیمار ہے' ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے' اس کے علاج کے لیے پیسہ چاہیے۔ اس لیے مجبوری میں وہ راضی ہوا ہے کوڑی کوڑی کے محتاج ہیں ہم لوگ۔" وہ ٹسوے بہانے لگی۔
"اچھا اچھا' باہر جا کر بیٹھو' مشورہ کر کے بتاتا ہوں تمہیں۔" نانی جان کی آنکھوں میں اترتے رحم و ہمدردی کے رنگوں کو دیکھ کر وہ بولا۔ وہ آنسو صاف کرتی گردن ہلاتی وہاں سے نکل گئی۔
"بڑی مجبور و غریب عورت ہے بے چاری' رکھ لو اس کی بیٹی کو۔ سیلری کے علاوہ ٹھیک ٹھاک مدد بھی کر دینا بیٹے..... ضرورت مند لوگوں کی مدد کرنے سے ہی دنیا کے معاملات بھی اچھے ہوتے ہیں اور آخرت بھی سنورتی ہے۔ کیسی بے بسی کی حالت میں اس نے بیٹی کو جاب کی اجازت دی ہے۔" اس کے باہر نکلتے ہی وہ ابوبکر سے مخاطب ہوئیں۔
"مجھے تو یہ عورت شکل سے ہی فراڈ لگ رہی ہے۔"
"تمہیں تو ہر عورت ہی فراڈ لگتی ہے بیٹا۔" وہ بات قطع کر کے بولیں۔
"میری پیاری نانی جان..... خفا نہ ہوں آپ کی خوشی کے لیے اس فراڈی عورت کی بیٹی کو جاب دے دیتا ہوں' آپ اس کو حد میں ہی رکھیے گا' بلا جواز نوازشوں اور مہربانیوں سے گریز کیجیے گا۔" وہ اٹھتے ہوئے بولا۔
"ٹھیک ہے یار بار بے وقوفی نہیں کروں گی' وہ تو بہت ہی چالاک عورت تھی' بھولی بھولی باتیں کر کے بڑی معصوم بن کر وہ مجھ سے زیورات و پیسے کا پتا ٹھکانہ معلوم کرتی گئی اور ایک صبح میرے اٹھنے سے پہلے ہی رفو چکر ہو گئی۔" پھر آہ بھر کر گویا ہوئیں۔
"کیا ملا اسے دھوکہ دے کر' رسوائی اور جیل کی زندگی۔ باہر آئے گی بھی تو اب نہ نوکری ملے گی اور نہ چہرے پر لگی جرم کی سیاہی صاف ہو گی۔"
"برے کام کا برا انجام ہے نانی جان..... لوگوں میں صبر و شکر کا مادہ ختم ہو چکا ہے۔ راتوں رات امیر بننے کے چکر میں یہی طریقے اختیار کر لیے ہیں۔"

❀.....❀.....❀

وہ بھی پہلی نظر کی محبت کا شکار ہو گئی تھی' ابوبکر نے اس سے براہ راست اظہار محبت نہیں کیا تھا مگر شیما سے اپنے دل کی ہر بات کہہ گیا تھا اور وہ ایک ایک بات اسے بتا گئی تھی جو دل میں گلابوں کی طرح مہک رہی تھیں۔ اس کی وہ رات اس کے سنگ خوابوں کی طلسماتی وادیوں میں سیر کرتے گزری تھی۔ دونوں ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے گھومتے پھر رہے تھے' چاروں طرف جھرنوں کا مدھر راگ تھا' ندیوں کا دلآویز ساز تھا۔ خوشبوؤں سے لبریز ہوائیں تھیں' وہ دونوں دنیا و مافیہا سے بے خبر ایک دوسرے میں گم تھے۔

ہر سو حسن ہی حسن تھا..... ہر سو خوشیاں رقص کر رہی تھیں
ہر سو سحر و کیف تھا.....

صبح بیدار ہوئی تو لبوں پر بڑی مدبھری مسکراہٹ تھی۔ الماری سے سارے ملبوس نکال نکال کر بیڈ پر ڈھیر کر دیئے تھے کوئی بھی سوٹ اچھا نہیں لگ رہا تھا' کسی کا کلر پسند نہیں آ رہا تھا کسی کی ڈیزائننگ پھر بلو اینڈ وہائٹ کمبر ایڈی والا سوٹ پسند آیا تھا۔ آج بڑا دل لگا کر وہ تیار ہوئی تھی' آئینے میں بار بار جائزہ لینے کے بعد باہر آئی تھی۔ ناشتے کی ٹیبل پر ماما اور پاپا نے اس کی تعریف کی تھی۔ کچھ دیر بعد وہ شیما اور ابوبکر کے سامنے تھی اس سے مسکراتے ہوئے اسے سلام کیا تھا جبکہ وہ اس کی پُرشوق نگاہوں سے گھبرا کر سلام کرنا ہی بھول گئی تھی اور ایسی بدحواسی چھائی تھی کہ جواب بھی نہ دے پائی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"آپ کے ہاں سلام کرنے اور جواب دینے کا رواج نہیں؟" وہ اس کی حالت سے حظ اٹھاتا ہوا چھیڑنے لگا۔

"ارے ابوبکر بھائی! یہ گھبرا رہی ہے دراصل اس نے پہلی بار کلاسز بنک کی ہیں اور ڈر رہی ہے کوئی دیکھ نہ لے چلئے نا۔" شیما نے اس کے برابر بیٹھتے ہوئے مشکل آسان کی تھی۔

"کہاں چلنا پسند کریں گی؟" اس نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

"چل چلئے دنیا تے اس نکڑے
جتھے بندہ نہ بندے دی ذات ہووے"

شیما کی شرارت پر وہ بے ساختہ قہقہہ لگانے لگا تھا۔ ہنسی تو ادینہ کو بھی آئی جسے وہ ضبط کر کے اس کے چٹکی بھر بیٹھی تھی۔

"اُف کتنی زور سے نوچا ہے ظالم۔" وہ بازو سہلاتی ہوئی کہہ اٹھی۔

"حسین لوگ ظالم و بے رحم ہوتے ہیں سسٹر! آج تو قیامت بن کر آئی ہیں' اللہ ہی خیر کرے ابھی آپ کو نوچا ہے مجھے تو شاید مار ہی ڈالیں گی۔" وہ بیک مرر میں سے اس کی طرف دیکھتا ہوا گویا ہوا۔

"اب میں اتنی بھی پاگل نہیں ہوں۔" غصہ اسے فوراً آتا تھا بے ساختہ بولی تھی۔

"رئیلی آپ اتنی نہیں..... مطلب کم پاگل ہی' لیکن پاگل ضرور ہیں؟ شیما سسٹر! یہ آپ نے مجھے کہاں پھنسا دیا ہے پہلے بتایا تو ہوتا....."

"شیما! ان سے کہو اپنی بکواس بند کریں' ورنہ میں ابھی کار سے اتر جاؤں گی' مجھے نہیں بیٹھنا ایسے فضول لوگوں کے ساتھ۔" وہ اس کی بات قطع کر کے شدید غصے میں لاک کھولنے لگی۔

"اونہہ..... کیا سچ مچ پاگل ہو گئی ہو؟ چلتی ہوئی گاڑی سے اتروگی؟" اس نے جھپٹ کر لاک لگا کر اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔

"آپ کو ابھی بھی یقین نہیں آیا ان کی بات پر' انہوں نے اپنا تعارف کروایا تھا نہ پھر چلتی گاڑی سے چھلانگ مارنے کا عملی مظاہرہ کر کے اپنا پاگل پن دکھانا چاہ رہی تھیں۔" اس کی مسکراہٹ سنجیدگی میں بدل گئی تھی' ادینہ کا چہرہ ابھی تک غصے سے سرخ ہو رہا تھا' اس نے شیما کا ہاتھ بھی جھٹک دیا تھا۔

"ادینہ..... تمہارا یہ بات بے بات غصہ کرنا اور لمحوں میں بدگمان ہو جانا کہیں تمہیں نقصان ہی نہ پہنچا دے' بھائی تو تم سے مذاق کر رہے تھے اور تم اتنی سیریس ہو گئی کہ سارا موڈ آف کر کے رکھ دیا۔" شیما نے خاصی برہمی سے کہا تھا۔

"مذاق کی بھی کوئی حد ہوتی ہے شیما۔" اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا وہ بھی خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا' ایک بوجھل خاموشی طاری تھی۔

"ایم سوری..... میری غلطی کی وجہ سے آپ دونوں اپ سیٹ ہو گئے ہیں۔" کچھ دیر بعد وہ کان پکڑ کر مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"میں ناراض نہیں ہوں' تم بھائی کو مناؤ تم نے ان کو ہرٹ کیا ہے۔"

"میں بھی ایک شرط پر مانوں گا۔" وہ اس سے خفا رہ نہیں ہو سکتا تھا۔ "پہلے دوبارہ ملنے کا وعدہ کرو پھر....."

❀.....❀.....❀

"جنت او جنت....." شریفہ نے دروازے سے گھستے ہی اسے بڑے پیار سے آوازیں لگانا شروع کر دی تھیں' وہ جو اسٹور میں بیٹھی نیو بورن بے بی سیٹ تیار کر رہی تھی چھوٹی ماں کی آواز پر شاکڈ رہ گئی۔

"میری بچی جنت!" اس کے لہجے سے پھول جھڑ رہے تھے۔

"صدف! اماں کو آج کیا ہو گیا ہے وہ ایسی آوازیں تو تجھ کو لگاتا ہے اس کو تو گالی بک کر بات کرتا ہے۔" صدف کے پاس بیٹھا بہروز خان پریشان لہجے میں اس سے مخاطب ہوا۔

"تم نے قصائی کو دیکھا ہے نا بہروز خان! بکری کو ذبح کرنے سے پہلے وہ اسے خوب کھلاتا' پلاتا ہے پیار کرتا ہے' بس سمجھو جنت بکری ہے اور اماں قصائی۔" اس کی خوشی سے باچھیں کھل گئی کہ اماں کی چہکتی ہوئی آواز بتا رہی تھی وہ کامیاب لوٹی ہیں۔

"کیا بات کرتا ہے یارا.....! جنت بکری..... اماں قصائی؟"

"تمہاری اخروٹ کھوپڑی میں یہ باتیں نہیں آئیں گی' تم بازار جاؤ اور کھانا لے کر آؤ' آج جنت کی دعوت کریں گے۔" بہروز خان حیران سا گھر سے نکل گیا۔

"چھوٹی ماں.....! آپ نے مجھے آواز دی؟" وہ جھجکتی ہوئی باہر آئی۔

"جنت میری بیٹی! مجھے معاف کر دے۔" وہ اس سے لپٹ کر رونے لگی اس کا دل شدت سے دھڑکنے لگا ہاتھ پاؤں بے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

جان ہونے لگے تھے۔

کیا قیامت آ گئی..... کیا سورج مغرب سے طلوع ہوا تھا..... کیا زمین و آسمان ایک ہو گئے تھے؟

"میں تیری قدر نہ کر سکی میری رانی..... مجھے اپنی مری ماں کے صدقے میں معاف کر دے، جو میں نے تیرے ساتھ کیا اس کے بدلے میں جوتی اٹھا کر مار مجھے۔"

قیامت نہیں آئی تھی، سورج بھی مشرق سے ہی طلوع ہوا تھا اور زمین بھی اپنی جگہ پر قائم تھی۔ آسمان بھی اوپر تنا کھڑا تھا، دل کی دنیا صرف اس کی ماں اور بہن کے دلوں کی بدلی تھی جہاں امیر بننے کے خوابوں نے تعبیر پالی تھی۔ پڑوسن کے مذاق پر آگ بگولہ ہونے والی صدف ماں کے ساتھ مل کر اسے آیا بنانے کے منصوبے بنا چکی تھی، اب دونوں ماں بیٹی اسے گھیرے بیٹھی تھیں۔

"میرے گھر کے حالات دیکھ رہی ہو نا تم؟ بہروز کی نوکری کبھی بھی چھوٹ جائے گی ادھر میری ڈلیوری قریب آ رہی ہے خون کی بہت کمی ہے اور کمزوری علیحدہ..... ڈاکٹر نے کہا ہے آپریشن کی ضرورت پڑ سکتی ہے اور آج کل ڈاکٹرز اس قدر حرام خور ہو چکے ہیں کہ آپریشن نہ بھی ہو تو پیسے کمانے کے لیے آپریشن کر دیتے ہیں پھر اور پیسہ بٹورنے کے لیے بچے کو نرسری میں ڈال دیتے ہیں۔ ان سب کے لیے پیسہ ہی پیسہ چاہیے، وہ ہم کہاں سے لائیں گے۔" صدف کے لہجے میں درد ہی درد تھا۔

"اللہ نے اس کی گودی ہری کی ہے اگر بچے کو کچھ ہو گیا تو بہروز تو کھڑے کھڑے اسے طلاق دے کر گھر سے نکال دے گا پھر بتا بیٹی، ہم کس کو منہ دکھائیں گے؟ تمہارا باپ جو پہلے ہی اس شادی کے خلاف تھا خود بھی مرے گا اور اسے بھی مار ڈالے گا۔" وہ دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھام کر گلوگیر لہجے میں کہہ رہی تھی۔

"تم میری بڑی بہن ہو اور بڑی بہنیں تو چھوٹی بہنوں کی خاطر قربانی دیا کرتی ہیں۔ تم صرف چند ماہ وہاں کام کر لو، کچھ پیسے جمع ہو جائیں گے تو پھر ہم خود یہ نوکری چھڑوا دیں گے۔ اماں ان پیسوں میں تمہارا جہیز بھی بنا لیں گی، تمہاری بھی اب شادی کی عمر ہو گئی ہے۔" اس نے بڑی محبت سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

"چھوٹی ماں..... میں کس طرح وہاں کام کروں گی..... نہ جانے وہ لوگ کیسے ہیں، کیا مزاج ہے..... کیا پسند کرتے ہیں؟ میں یہ کام نہیں کر سکوں گی۔" وہ ایک عجب دوراہے پر آن کھڑی تھی نہ آگے بڑھ سکتی تھی نہ پیچھے پلٹ سکتی تھی اور کھڑے رہنا بھی تو ممکن نہ تھا اس کے انکار پر شریفہ کی تیوریاں چڑھنے لگیں۔ وہ مارنے کے لیے ہاتھ اٹھانے ہی والی تھی کہ صدف نے آنکھ کے اشارے سے ٹھنڈا رہنے کی تلقین کی اور خود محبت سے گویا ہوئی۔

"اگر تم نہیں چاہتی ہو کہ ہمارے کام آسانی سے ہو جائیں تو ہم تم کو بالکل مجبور نہیں کریں گے یہ سب محبت کے سودے ہوتے ہیں۔"

"مجھے غلط مت سمجھو صدف۔ میں تم سب کی خوشیوں کے لیے جان بھی دے سکتی ہوں مگر اجنبی لوگوں میں کس طرح....."

"ارے اپنی جان رکھو اپنے پاس ہونہہ، وہ اور ہی بیٹیاں ہوتی ہیں جو گھر والوں کی عزت کی خاطر اپنی عزت نیلام کر دیتی ہیں۔ تم جیسی نہیں جو گھر والوں کی ضرورتوں کے لیے کسی کی ذرا سی خدمت سے انکار کر دے۔ واہ بی بی واہ..... تم نے بتا دیا سوتیلے..... سوتیلے ہوتے ہیں۔" شریفہ کی پھول برساتی زبان ایک دم ہی شعلے اگلنے لگی تھی وہ اٹھ کر بڑبڑاتی صدف کے اشارے پر اس کے کمرے میں چلی گئی تھی۔

"جنت..... اماں کی باتوں کا برا نہیں ماننا یار، وہ ابھی غصے میں ہیں، غصہ اترے گا خود ٹھیک ہو جائیں گی۔ تم آرام کرو بہروز کھانا لینے گیا ہے، رات کا کھانا ہم سب ساتھ کھائیں گے۔" وہ پیار سے کہتی چلی گئی۔ وہ اٹھ کر اسٹور میں آ گئی، وہ اس کی واحد پناہ گاہ تھی، زندگی میں پہلی بار ابھی چند لمحوں قبل اس نے اپنوں کی محبت کا پیار بھرا امرت کا رس چکھا تھا۔ وہ صرف ایک ننھی سی بوند تھی، معمولی سا چھینٹا تھا لیکن اس کے محبت کے پیاسے دل کو کسی حد تک سیراب کر گئی تھی اور ساتھ ہی پیاس کو حد سے سوا بھی کر گئی تھی۔

وہ جانتی تھی وہ محبت خالص نہ تھی، مفاد پرستی، خود غرضی و لالچ کے وجود سے بنی جھوٹ و مطلب پرستی تھی مگر کچھ رشتے ایسے بھی ہوتے ہیں ان کو ان کی پوری کمینگی کے باوجود قبول کرنا پڑتا ہے۔ سانپ کے گلے میں پھنسی چھچھوندر کی طرح جس کو نہ وہ نگل سکتا ہے اور نہ اگل سکتا ہے۔

❀.....❀.....❀

صدف نے کمرے میں آ کر دروازہ لاکڈ کیا اور غصے سے بھری بیٹھی اماں کے قریب بیٹھتی ہوئی دھیمے لہجے میں کہنے لگی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

"اماں..... ایسے کام غصے سے نہیں ہوتے' تمہیں ابھی تک یہ سمجھ نہیں آئی۔"

"ارے تُو نہیں سمجھی ہے ابھی تک وہ جب کسی بات کی ضد کرلیتی ہے تو پھر اس پر مار اثر کرتی ہے نہ گالی۔ پڑھائی کے معاملے میں بھی اس نے میری ایک نہ سنی تھی اور آج بھی مجھے لگ رہا ہے وہ نہیں مانے گی اور یہ موٹی رقم جو ایڈوانس لائی ہوں' وہ واپس کرنی پڑے گی۔" وہ قمیص کی جیب سے ہرے نوٹوں کی گڈی نکالتی ہوئی فکرمندی سے کہہ رہی تھی۔

"اماں' اتنے سارے نوٹ..... انہوں نے ہاتھ کے ہاتھ دے دیئے۔" نوٹ اٹھائے خوشی و حیرانی سے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"ہاں' آہستہ بول کہیں وہ نانجار سن نہ لے' پورے پچاس ہزار ہیں دو ماہ کا ایڈوانس ہے اگر اس کا کام پسند آ گیا تو پورے سال کا ملے گا اور بونس الگ ملے گا۔ وہ بڑھیا بڑی ہی دیالو لگ رہی ہے البتہ اس کا نواسہ بہت کھڑوس اور بددماغ ہے دو کوڑی کی عزت کر کے رکھ دی ہے اس نے' غریب کو وہ انسان ہی نہیں سمجھتا ہے لیکن وہ بڑھیا بڑی سخی ہے اس نے مجھے چائے کے ساتھ برگر بھی کھلایا اور کہنے لگی جب بھی کوئی ضرورت پڑے تو بلا خوف ان سے جا کر کہوں وہ پوری کریں گی۔ میں نے سوچ لیا ہر ہفتے پہنچ جایا کروں گی' کوئی نہ کوئی کہانی بنا کر کچھ نہ کچھ ملے گا وہاں سے۔" وہ ایک آنکھ دبا کر ہنستی ہوئی گویا ہوئی۔

"اماں..... اب تو مجھے بھی ڈر لگ رہا ہے جنت نہ مانی تو پھر کیا ہوگا؟ پہلے تو سوچ رہی تھی وہ چلی جائے گی تو گھر کون سنبھالے گا' مگر اتنے پیسوں میں ہم خود ملازمہ رکھ لیں گے' تم کسی طرح اس کو مناؤ۔"

"وہ کیا اس کا باپ بھی مانے گا' پیار سے نہ مانی تو لاتوں سے مناؤں گی۔" وہ ایک عزم سے اٹھی مگر پھر لاتوں کے استعمال کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔ اس نے ان کی جھوٹی دکھاوے کی محبتیں حاصل کرنے کے لیے خود کو قربان کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا پھر بھی ایک موہوم سی امید جگمگائی تھی' آس کے بادلوں میں دبا ننھا سا ستارہ چمکا تھا۔

"چھوٹی ماں..... ابا کوئی اعتراض نہیں کریں گے؟"

"لو وہ کیوں اعتراض کرنے لگا بھلا؟ وہ تو خوش ہے تو اس کے لیے کماؤ پوت بن گئی ہے۔ پھر سچ تو ہے اب تمہارے ابا کی بوڑھی ہڈیوں میں دم بھی نہیں رہا ہے کام کرنے کا عمر کا آخری حصہ وہ سکون سے گزارے گا۔"

"لیکن..... ابا تو میری جاب کرنے کے سخت خلاف تھے؟"

"وہ شہر تھا' پھر علاقے میں سارے غنڈے موالی رہتے تھے کوئی اغوا کر کے عزت خراب کر دیتا پھر کیا ہوتا؟" اس کے ماتھے پر بل در آئے تھے۔

"ہوں' ان اجنبی لوگوں پر اتنا بھروسہ کیوں ہے؟ شہر ہو یا گاؤں تنہا شکار کے لیے بھیڑیئے ہر جگہ مل جاتے ہیں لیکن کیا میں شکار ہو جاؤں؟ نہیں اس سے پہلے موت کو گلے لگا لوں گی۔"

"کن سوچوں میں گم ہوگئی ہو جنت..... بہروز تمہارے لیے اتنے مزے کا کھانا لایا ہے اور تم کھا نہیں رہیں۔" وہ پلاؤ اس کی طرف بڑھا کر بولی۔

"فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ لوگ شریف اور نیک ہیں تمہیں کوئی پریشان نہیں کرے گا اور اگر کوئی ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے تو مجھے فون کر دینا اسی وقت آ کر اس کی آنکھیں نوچ کر اس کی ہتھیلی پر رکھ دوں گی۔" وہ سالن سے لتھڑے ہاتھ چاٹتی ہوئی اطمینان سے بولی۔

❀.....❀.....❀

درد کے سمندر میں خود کو اتارا کب تھا
ہم تو ڈوب گئے تھے' تم کو پکارا کب تھا
سب فیصلے تو قدرت طے کر چکی تھی پہلے
ہمارے ہاتھ میں مقدر کا ستارہ کب تھا

صبح وہ اپنا لاشہ اپنے کاندھوں پر اٹھائے اماں کے ساتھ نکلی تھی صدف دروازے تک الوداع کہنے آئی تھی۔ شریفہ کے ڈانٹنے ڈپٹنے کے باوجود بھی اس کے آنسو ہچکیوں' سسکیوں میں بدل گئے تھے۔ وہ شال میں چہرہ چھپائے چھوٹا سیاہ بیگ اٹھائے شریفہ کے پیچھے چل رہی تھی یہ ایک طویل گلی تھی جس کے اختتام پر چھوٹا سا بازار تھا اور اسٹاپ جہاں سوزوکی کھڑی تھی اس میں اور بھی عورتیں سوار تھیں ان کے بیٹھنے کے بعد سواریاں پوری ہوگئی تھیں۔ سوزوکی اونچے نیچے راستوں پر بھاگی جا رہی تھی۔

ایک گھنٹے کے سفر کے بعد پھر پیدل مارچ شروع ہوا اور کچھ دیر بعد ہی وہ ایک خوب صورت سبزے و پھولوں سے ڈھکی عمارت میں داخل ہوئی تھیں اور اسے لگا' یہ اس کا مدفن آ گیا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے۔ وہ یہاں سے کبھی زندہ واپس نہ جاسکے گی۔ آنسو کی چادر اس کے آگے تن گئی تھی' کئی جگہوں پر رک کر اس کی ماں اپنا تعارف کروا رہی تھی اور انہیں بھیجا جارہا تھا اور کئی راہداریاں و کمرے عبور کر کے وہ ایک کمرے میں پہنچی تھی۔

"بیگم صاحبہ..... یہ ہے میری بیٹی جنت۔" بیڈ پر نیم دراز خوش شکل وخوش اخلاق بڑی عمر کی خاتون کو سلام کر کے شریفہ نے اسے بھی سلام کرنے کا کہا' انہوں نے جواب دیتے ہوئے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"ارے یہ کیا' تم اس قدر کیوں رو رہی ہو جنت.....!" وہ متعجب تھیں۔

"وہ..... وہ پہلی بار مجھ سے جدا ہو رہی ہے نا' رات سے ہی رو رو کر اس نے اپنا حال خراب کرلیا ہے۔"

"جنت..... تم یہاں رہنے میں خوش نہیں ہو کیا؟" ان کے سوال پر شریفہ بوکھلا کر کھڑی ہوگئی اور اس کو ٹہوکا دے کر جلدی سے کہنے لگی۔

"نہیں نہیں' ایسی کوئی بات نہیں بیگم صاحبہ۔"

"تم چپ کرو میں تم سے نہیں پوچھ رہی' جنت بتاؤ تم پر زبردستی تو نہیں کی جارہی یہاں جاب کرنے کے لیے' ڈرو نہیں شاباش۔" انہوں نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے جنت سے پوچھا۔

"جی نہیں' میں اپنی مرضی سے آئی ہوں۔" وہ بھاری آواز میں بولی۔

"آپ کی تسلی ہوگئی بیگم صاحبہ' اب میں جاتی ہوں دیر ہوگئی تو سواری نہیں ملتی۔" اسے خوف تھا' بڑھیا نے دو تین بار اور پوچھا تو جنت سچ بول دے گی اور اس کے خواب چکنا چور ہو جائیں گے۔ چائے کو بھی اس نے منع کردیا تھا جنت کی پیلی پڑتی رنگت دیکھے بنا وہ اس سے سرسری گلے مل کر الٹے پاؤں بھاگی تھی مڑ کر زار و قطار روتی جنت کو بھی نہ دیکھا تھا پھر گیٹ سے باہر آ کر اپنے بپھرے سانسوں پر قابو پایا پھر یاد آیا کہ کرائے کے نام پر ہی کچھ روپے بڑھیا سے وصول کرنے چاہیے' یہ سوچ کر اندر جانا چاہا تو چوکیدار بولا۔

"صاحب کا حکم ہے اب تم اندر نہیں جاسکتا' واپس جاؤ یہاں سے۔"

"ہائے ہائے کیوں خان! میں اپنی بچی سے ایک اور بار ملنا چاہتی ہوں۔"

"اب تم لڑکی سے نہیں مل سکتا' دو مہینے کا تم کو پیشگی روپیہ مل گیا ہے' اب تیسرا مہینہ یہاں پر آنا لڑکی سے بھی ملنا اور روپیہ بھی لے کر جانا۔"

"ارے واہ.....! کیسا نہیں مل سکتا؟ میں نے لڑکی یہاں بیچی نہیں ہے۔"

"تم ایسے نہیں مانے گا' تمہارا کھوپڑی میں سوراخ کرنا پڑے گا۔" چوکیدار نے ہاتھ میں پکڑی بندوق اس پر تانی تو وہ ہاتھ جوڑتی وہاں سے چلی گئی۔ چوکیدار نے مسکراتے ہوئے گھنی مونچھوں کو تاؤ دیا۔

"تمہاری سگی ماں تو نہیں لگتی وہ..... سوتیلی ماں ہے نا؟" اماں بی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے آنسو صاف کیے پھر پانی پلایا۔ "میں سمجھ گئی ہوں وہ تمہاری سوتیلی ماں ہے۔ سگی ماں کا دل پتھر نہیں ہوا کرتا۔" پھر وہاں موجود بابا سے مخاطب ہوئیں۔ "رمضان..... جنت کو کمرے میں لے جاؤ ابھی یہ تھوڑا آرام کرے پھر باقی باتیں بعد میں ہوں گی' بہت تھکی ہوئی نڈھال لگ رہی ہے۔"

"بیٹی..... کچھ چاہیے تو بتاؤ؟" وہ اسے ایک کمرے میں لے آئے تھے جو پردوں سے ڈھکا ہوا تھا بھینی بھینی مہک وہاں پھیلی ہوئی تھی۔ اس نے بابا کو انکار کردیا تو وہ چلے گئے اور ساتھ ہی دروازہ بھی بند کر گئے تھے وہ بیڈ پر لیٹ گئی تھی۔ نرم گرم بستر نے اس کے آنسو پھر سے رواں کردیئے تھے اور روتے روتے کسی لمحے اس کی آنکھ لگ گئی اور جب آنکھ کھلی تو کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا وہ خوف زدہ ہوئی اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتی دروازے سے باہر نکلی تو وہاں بھی اندھیرا تھا اور ابھی وہ آگے بڑھ ہی رہی تھی کہ ٹارچ کی روشنی اس کے چہرے پر پڑی اور دوسرے لمحے وہ کسی کی آہنی گرفت میں تھی۔

"مجھ سے بچ کر جاؤ گی؟" وہ اس کے ہونٹوں پر ہاتھ جماتا غرایا تھا۔

(ان شاء اللہ باقی آئندہ ماہ)

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
READING Section